إنّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵۱

الفضل قادیان

اللہ اکبر

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر - غلام نبی

فی پرچہ ۱ر

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۶ے

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۲ے

نمبر ۲۹ | مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۳۰ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بے آرامی میں رہو جب تک سچا آرام نہ پاؤ

الحکم ۲۰- فروری ۱۸۹۸ء

"ہمت کو بلند کرو۔ اور نظر اُٹھا کر دیکھو۔ کہ یہ دُنیا جس کے لئے انسان مرتا ہے۔ اور کاہلی اختیار کرتا ہے۔ کس قدر ثبات و استحکام رکھتی ہے کیا حباب کی طرح نہیں جس کے عدم اور وجود کا گویا ایک ہی زمانہ ہے۔ خدا تعالیٰ سے ہر وقت بصیرت چاہو۔ تا وہ دُنیا کی بے ثباتی ظاہر کرے۔ اور قوت چاہو۔ تا اُس کی طرف قدم اُٹھا سکو۔ انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ وہ ایک عمر اور ایک مدت دراز اپنے اہل و عیال میں امن اور خوشی اور راحت سے گذارے۔ اور پھر آخر کار خالی ہاتھ جائے۔ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے۔ اور اُس پر وہی فتح پاتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ سے بیعت الموت کرے جو بیعت الموت خدا تعالیٰ سے کرتا ہے۔ اُس کو غیبی قوت ملتی ہے اور جس طرح ستارے بے ستون کھڑے ہیں۔ اور گرتے نہیں۔ اسی طرح وہ بھی خدا تعالیٰ کے عہد پر کھڑا رہتا ہے۔ اور گرتا نہیں۔ بے آرامی میں رہو۔ جب تک سچا آرام نہ پاؤ۔ دُنیا میں ایسے لوگ بہت ہیں۔ کہ اسلام کی حقیقت سے بے خبر اور اسلام کی صورت پر ناز کر رہے ہیں۔ مگر تمام حقیقت اسلام کی یہی ہے۔ کہ انسان بکلّی خدا کی طرف چلا آئے۔ اور جان اور مال۔ اور اہل اور عیال وغیرہ لوازم زندگی میں سے کوئی چیز اس کو روکنے والی نہ ہو۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ"

مدینۃ المسیح

یکم ستمبر لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام احمدی خواتین کا ایک جلسہ ہوا۔

نور ہسپتال میں کچھ عرصہ کے لئے ایک لیڈی ڈاکٹر کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔

جناب مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے کے ہاں لڑکی متولد ہوئی۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

برادرم محترم قاضی محمد علی صاحب نوشہروی کے اہل و عیال قادیان آئے ہیں۔ ان کا بچہ بیمار ہے۔ احباب اُس کی صحت کے لئے دُعا کریں۔

حکیم مولوی عبید اللہ صاحب بسمل بہت بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دُعا کی جائے۔

یکم ستمبر خوب زور کی بارش ہوئی۔

الجماعة الاحمدية فى البلاد العربية

جماعت احمدیہ کبابیر کے امیر لکھتے ہیں۔ شروع اگست سے کبابیر میں مقیم ہوں۔ قرآن مجید کا درس روزانہ ہوتا ہے۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل اور مسائل فقہیہ بھی انہیں سکھاتا ہوں۔ تین چار دفعہ شائخ انہیں احمدیت سے ورغلانے کے لئے آئے۔ بعض تو یہ معلوم کر کے کہ میں یہاں مقیم ہوں۔ راستہ سے ہی واپس چلے گئے۔ اور جو آئے۔ وہ گفتگو میں لاجواب ہو کر خائب و خاسر واپس گئے۔ ایک شیخ سے میں نے کہا۔ بتاؤ۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت فلما توفیتنی کی تفسیر "موت" کی ہو۔ تو مانو گے۔ یا نہیں۔ اُس نے ماننے سے انکار کر دیا۔ چونکہ کبابیر کی بستی بلحاظ صلاحیت ونیکی معروف و مشہور تھی۔ اس لئے لوگوں میں ان کے احمدی ہو جانے کی وجہ سے اس وقت جوش ہے۔ اور مخالفت کی رو جاری ہے۔ اللہ تعالےٰ اس مخالفت کو باعث ترقی احمدیت بنائے۔

فلسطین میں نئے احمدی

امام زیر رپورٹ میں مندرجہ ذیل اشخاص سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ (۱) احمد زیدان سکنہ جبل قدس (۲) حسین عبدالقادر کبابیر۔ (۳) محمود مصطفیٰ کبابیر۔ (۴) علی محمد العودہ کبابیر (۵) شیخ حسین صعصاوی حیفا۔ اللہ تعالےٰ سب کو استقامت عطا فرمائے۔

مصر میں نئے احمدی

برادرم عبدالحمید خورشید صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ مصر لکھتے ہیں جس تاجر کے پاس میں کام کرتا ہوں اُس کے ہاں مشائخ آئے۔ اور اُسے کہا۔ اسے اپنے محل سے نکال دو۔ کیونکہ یہ کافر ہو گیا ہے۔ ورنہ تم بھی کافر ہو جاؤ گے۔ پھر لکھتے ہیں۔ الحمد للہ کہ اب میں لوگوں میں احمدی مشہور ہو گیا ہوں۔ اور اب بلا کسی خطرہ وخوف کے علانیہ احمدیت کی تبلیغ کرتا ہوں۔ چار اشخاص مصر میں نئے داخل سلسلہ ہوئے ہیں۔ جن کے اسماء حسب ذیل ہیں:۔ (۱) سید صمدی آفندی۔ (۲) سید عبدالوہاب آفندی (۳) سید خلیل آفندی (۴) سید محمد قاسم آفندی۔ اللہ تعالےٰ دوسروں کو بھی قبولیت حق کی توفیق عطا فرمائے۔

رسالہ توضیح المرام کا اثر

برادرم محمد عبدالکافی صاحب اپنے تازہ مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

رسالہ توضیح المرام لوگوں کے پاس پہنچنے پر شور برپا ہوا۔ مگر جب انہوں نے دیکھا کہ دلائل قوی ہیں۔ تو خاموش ہو گئے۔ مختصر یہ کہ اس رسالہ سے احمدیت کی صداقت ظاہر ہوئی۔ اور اکثر لوگ جنہوں نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ انہیں ان مسائل کی صحت میں کوئی شک نہیں رہا۔ ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ عنقریب اکثر لوگ احمدیت کے معتقدات اختیار کریں گے۔ ہم تو اس بات کے متمنی تھے کہ وہ پھر ممبروں پر چڑھ کر ہمارے خلاف لیکچر دیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے انہیں مخذول کیا۔ حتیٰ کہ ایک مشہور عالم نے انہیں توبیخ کرتے ہوئے کہا۔ کیا میں نے تمہیں پہلے ہی نصیحت نہ کی تھی۔ کہ احمدیوں کے مقابل میں خاموش رہو۔ اور کوئی رد نہ لکھو۔ مگر تم نے میری بات نہ مانی۔

ایک پنشنر ڈاکٹر کا مکتوب

حمص سے ایک پنشنر ڈاکٹر تحریر فرماتے ہیں:۔

مجھے آپ کی جماعت کا دین کے متعلق اس قدر اہتمام دیکھ کر بہت مسرت ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد عالم اسلامی میں جو سب سے عظیم الشان کام اسلام کی ترقی کے لئے کیا گیا ہے وہ آپ کا تبلیغی سلسلہ ہے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے چند سوالات دریافت کئے ہیں۔ اسی طرح اور دوسرے دوستوں نے بھی سوالات بھیجے ہیں۔ جن کے جوابات لکھ کر بھیجے جا رہے ہیں۔

میں برادرم ملک نصر اللہ خاں صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے جماعت جنجہ (افریقہ) کو تحریک کر کے دس شلنگ کی ہم سے کتب خرید کی ہیں۔ آخر میں تمام دوستوں سے دعا کے لئے درخواست کرتا ہوں۔

خاکسار جلال الدین شمس احمدی ۱۳ اگست ۱۹۳۰ء

چندۂ خاص اور چندۂ جلسہ سالانہ کے لئے

احمدی جماعتیں کیا کر رہی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی چندۂ خاص اور چندۂ جلسہ سالانہ کے متعلق تحریک شائع ہوئے مہینہ سے زیادہ دن گذر چکے ہیں۔ ان ایام میں اُن تمام احمدی جماعتوں کو نہ صرف اپنے اپنے ہاں کے احمدیوں کے متعلق چندہ کی تشخیص اور محصلوں کے تقرر کا پورا پورا انتظام کر لینا چاہیئے تھا۔ بلکہ چندہ کی وصولی کا کام بھی شروع ہو جانا چاہیئے تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے احترام اور موجودہ ضروریات سلسلہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے امید نہیں بلکہ یقین ہے۔ کہ احباب نہایت سرگرمی کے ساتھ وصولی چندہ میں مصروف ہونگے۔ اور ایسا انتظام کریں گے۔ کہ ماہ ستمبر کے ختم ہونے سے پہلے پہلے ہر ایک احمدی سے اٹھارہ فیصدی چندہ وصول کر کے بیت المال میں بھجوا دیں۔ وہ مخلصین جو انفاق فی سبیل اللہ کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ خود تکلیف اُٹھا کر اپنے امام کے ارشاد کی تعمیل میں توقف گوارا نہیں کرتے۔ اور ہر قسم کا چندہ باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔ وہ تو اس موقعہ پر بھی خود بخود چندہ ادا کر دیں گے۔ اور ان کے متعلق محصلوں کو کوئی زیادہ محنت نہ کرنی پڑے گی۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ جو اصحاب چندہ کی ادائگی میں باقاعدہ نہیں ہیں۔ انہیں حالات کی نزاکت اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی اہمیت اچھی طرح سمجھائی جائے۔ اور بتایا جائے کہ خدا تعالےٰ کی راہ میں اموال خرچ کرنے والا انسان کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا۔ اور اس وقت اس کے دین کی اشاعت میں معمولی سی رقم خرچ کر کے وہ درجہ اور فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔ جو مشکلات کے دور ہو جانے کے بعد ہزاروں اور لاکھوں روپے خرچ کر کے بھی حاصل نہ ہو گی۔

پس محصلین کا اصل کام یہ ہے۔ کہ چندہ دینے میں جو لوگ سست ہیں۔ انہیں ہوشیار کریں۔ جو غافل ہیں انہیں بیدار کریں اور جو لیت و لعل کرتے ہیں۔ انہیں وقت پر معمولی رقم خرچ کر کے بہت بڑے ثواب کا مستحق بننے کے موقعہ سے آگاہ کریں۔ اس کے لئے ہر ممکن سے ممکن طریق اختیار کریں۔ اس میں محصلین دوہرے ثواب کے مستحق ہونگے۔ ایک اپنا چندہ ادا کرنے کی وجہ سے اور دوسرے اپنے دیگر بھائیوں سے وصول کرنے کی وجہ سے۔

جماعت احمدیہ کا ہفتہ وار انگریزی اخبار

۲۸ اگست سے سن رائز انگریزی اخبار نئی شان کے ساتھ ہفتہ وار شائع ہونا شروع ہو گیا ہے۔ سائز پہلے کی نسبت بڑھا کر $\frac{20 \times 30}{4}$ کر دیا گیا ہے۔ اور حجم ۱۲ صفحے ہے۔ مضامین نہایت اعلےٰ اور مفید درج ہوتے ہیں۔ انگریزی خوان احمدی احباب کو نہ صرف خود پرچہ خریدنا چاہیئے۔ بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی خریدار بنانا چاہیئے۔ قیمت پانچ روپے سالانہ رکھی گئی ہے۔ نمونہ مفت ارسال کیا جاتا ہے۔ "منیجر صاحب سن رائز قادیان" سے خط و کتابت کی جائے۔

۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

زراعتی کالج لائل پور میں سکھ طلبا کا داخلہ

مسلمان طلبا کی صریح حق تلفی

سرکاری اعلان

گورنمنٹ پنجاب کے "محکمہ اطلاعات" کا ایک اعلان ہمارے پاس پہونچا ہے۔ جو وزارت زراعت کے مہیا کردہ معلومات پر مبنی معلوم ہوتا ہے۔ اس میں زراعتی کالج لائل پور میں سکھ طلباء کے داخلہ کے متعلق اخبارات میں چند گمراہ کُن مضامین" کی تردید کی گئی ہے۔ اگر یہ "چند گمراہ کن مضامین" سکھ اخبارات میں شائع ہوئے۔ جن میں یہ بیان کیا گیا۔ کہ وزیر زراعت سردار جگبندر سنگھ صاحب نے زراعتی کالج لائل پور میں سکھ طلباء کے داخلہ کے متعلق بحیثیت وزیر زراعت کے نہیں۔ بلکہ بحیثیت سکھ ہونے کے پورا خیال نہیں رکھا۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ "محکمہ اطلاعات پنجاب" نے نہایت عمدگی کے ساتھ اُس کی تردید کر دی۔ اور واقعات کے رُو سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ زراعتی کالج میں سکھ طلباء کے داخلہ کا خصوصیت سے انتظام کیا گیا۔ اور اس بارے میں کوشش اور سعی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ لیکن اگر "گمراہ کن مضامین" سے مراد اس قسم کے مضامین ہیں۔ جن میں زراعتی کالج کے متعلق دوسری زمیندار اقوام اور خصوصاً مسلمانوں کی حق تلفی کا رونا رویا گیا ہے۔ تو سرکاری اعلان سے ایسے مضامین کی پُوری پُوری تائید ہوتی ہے۔ نہ کہ تردید ؛

سرکاری اعلان کا مطلب

اعلان مذکور میں صرف یہ ذکر کر دینے کے بعد کہ "گذشتہ سال یہ طے کیا گیا تھا۔ کہ اس میں داخلہ کے لئے تین بڑی قوموں سے طلباء کس تناسب سے لئے جائیں"۔ اور یہ بتائے بغیر کہ وُہ نسبت کیا تجویز کی گئی تھی تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ :-

"لائل پور زراعتی کالج میں کئی سالوں سے یہ دستور چلا آتا ہے۔ کہ فرسٹ ایر میں داخل ہونے والے طلباء کے علاوہ اس کالج کی تھرڈ ایر کلاس میں خالصہ کالج امرت سر سے۔ الیف۔ ایس سی (زراعت) پاس شدہ طلباء کی ایک تعداد جو ہر سال مختلف ہوتی ہے۔ داخل کی جائے۔ اس طریقہ کے اختیار کرنے کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ سکھ طلباء اپنے فرقہ وارانہ تناسب سے زیادہ تعداد میں کالج میں داخل ہو گئے"؛

چند سوالات

اس کے متعلق قدرتاً چند سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ سکھ طلباء کے لئے یہ طریق کیوں اختیار کیا گیا۔ اور انہیں کس لحاظ سے یہ خصوصیت دی گئی۔ دُوسرا سوال یہ ہے۔ کہ کب سے یہ طریق اختیار کیا گیا۔ تیسرا سوال یہ ہے۔ کہ کیا اس طریق عمل کا یہ نتیجہ کہ "سکھ طلباء اپنے فرقہ وارانہ تناسب سے زیادہ تعداد میں کالج میں داخل ہو گئے"۔ گذشتہ سال ہی رونما ہؤا۔ یا اس سے قبل معلوم ہو چکا تھا۔ اگر پہلے بھی یہی نتیجہ برآمد ہوتا رہا۔ تو کیوں اس طرف توجہ نہ کی۔ اور کیوں سکھ طلباء کو دُوسری بڑی قوموں کے طلباء کے حق پر فائق کیا جاتا رہا۔ اگر ان امُور کو روشنی میں لایا جاتا۔ تو بات بڑی حد تک صاف ہو جاتی۔ اور پتہ لگ جاتا۔ کہ اخبارات میں جو مضامین اس بارہ میں شائع ہوئے۔ وُہ "گمراہ کُن" ہیں۔ یا حقیقت پر مبنی ؛

سکھ طلباء کے تناسب سے زیادہ داخل ہونے پر کیا کیا گیا

لیکن حیرت اور تعجب کی بات تو یہ ہے۔ کہ باوجود سرکاری بیان میں یہ تسلیم کرنے کے کہ "گذشتہ سال یہ طے کیا گیا تھا۔ کہ زراعتی کالج میں داخلہ کے لئے تین بڑی قوموں سے طلباء کس تناسب سے لئے جائیں"۔ اور باوجود یہ نتیجہ معلوم ہو جانے کے کہ "سکھ طلباء اپنے فرقہ وارانہ تناسب سے زیادہ تعداد میں کالج میں داخل ہو گئے ہیں" اور باوجود یہ فیصلہ کر لینے کے کہ "خالصہ کالج امرت سر سے جس قدر الیف۔ ایس۔ سی (زراعت) پاس شدہ طلباء داخل ہوں۔ اسی قدر فرسٹ ایر میں داخل ہونے والے سکھ طلباء کی تعداد کم کر دی جائے"۔ وزارت زراعت نے جو فیصلہ کیا۔ وُہ یہ تھا۔ کہ فرسٹ ایر میں داخل ہونے والے اور خالصہ کالج امرت سر سے الیف۔ ایس سی۔ پاس شدہ طلباء کی تعداد جو تھرڈ ایر میں داخل ہونا چاہتے ہوں نصف نصف کر دی۔ حالانکہ پہلی صورت میں بھی سکھ طلباء کی تعداد پر کوئی اثر نہ پڑتا تھا۔ مگر یہ محض اس لئے کیا گیا۔ کہ پہلی صورت سے "یہ نتیجہ پیدا ہوتا نظر آتا تھا۔ کہ خالصہ کالج سے الیف۔ ایس سی پاس شدہ امیدوار اتنی تعداد میں زراعتی کالج لائل پور میں آئیں گے۔ کہ دُوسرے سکھ طلباء کے لئے داخلہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے گی"۔

گویا یہ نتیجہ ابھی پیدا بھی نہ ہؤا تھا۔ بلکہ وزارت زراعت کو اس کے پیدا ہونے کا احتمال ہی تھا۔ مگر احتمال کی بناء پر اس نے اُس یقینی نتیجہ کی کوئی پرواہ نہ کی۔ جو سالہا سال سے نکلتا چلا آرہا تھا۔ اور جو یہ تھا۔ کہ "سکھ طلباء اپنے فرقہ وارانہ تناسب سے زیادہ تعداد میں کالج میں داخل ہو گئے"۔ اور نہایت بے تکلفی کے ساتھ اسی سال کے اس فیصلہ کو مسترد کر دیا۔ کہ "خالصہ کالج امرت سر سے جس قدر الیف۔ ایس۔ سی پاس شدہ طلباء داخل ہوں اسی قدر فرسٹ ایر میں داخل ہونے والے سکھ طلباء کی تعداد کم کر دی جائے"۔

لیکن اس پر بھی اطمینان نہ ہؤا۔ اور اس وقت تک اطمینان ہو ہی کس طرح سکتا تھا جب تک تین بڑی قوموں کے طلباء کو تناسب کے لحاظ سے لینے کا فیصلہ بالکل بے کار نہ بنا دیا جاتا۔ چنانچہ وزارت زراعت اپنے اس فیصلہ پر بھی قائم نہ رہی۔ کہ "فرسٹ ایر میں داخل ہونے والے اور خالصہ کالج امرت سر سے الیف۔ ایس۔ سی پاس شدہ طلباء کی تعداد جو تھرڈ ایر میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ نصف نصف کر دی جائے"۔ بلکہ خالصہ کالج کے ان طلباء کی "توقعات کا خیال رکھتے ہوئے" جو زراعتی کالج میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ خاص طور پر ان سب کو داخل کر لیا گیا ؛

مسلمان طلباء کے حقوق سے اغماض

ذرا غور تو کیجئے۔ کجا تو سکھ طلباء کے متعلق ایک نتیجہ کے پیدا ہونے کے خیال سے ہی ایک فیصلہ کو بدل کر دُوسرا کرنا۔ پھر اس پر بھی اس لئے قائم نہ رہنا۔ کہ وُہ بعض سکھ طلباء کی "توقعات" کو پُورا نہیں کرتا تھا اور تمام کے تمام سکھ طلباء کو مقررہ تناسب کا کوئی لحاظ نہ کرتے ہوئے داخل کر لینا۔ اور کُجا مسلمان طلباء کا اپنے جائز حق سے محرُوم چلا آنا۔ اور اس نتیجہ کا کھلم کھلا رونما ہونا۔ کہ "سکھ طلباء اپنے فرقہ وارانہ تناسب سے زیادہ تعداد میں کالج میں داخل ہو گئے"۔ مگر پھر بھی مسلمانوں کے حقوق کی کوئی پرواہ نہ کرنا ؛

یہ وُہ باتیں ہیں۔ جو اس سرکاری اعلان سے پایہ ثبوت کو پہونچ رہی ہیں۔ جو "چند گمراہ کن مضامین" کی تردید میں وزارت زراعت کے متعلق ہمارے پاس برائے اشاعت بھیجا ہے۔ اور جو اگلے پرچہ میں من وعن درج کر دیا جائے گا :۔

ہمارے نزدیک اس اعلان سے زراعتی کالج لائل پور کے متعلق مسلمانوں کی شکایات کی تردید نہیں ہوتی۔ بلکہ پُوری پُوری تصدیق ہوتی ہے :۔

۲۰ فیصدی سکھ طُلبا کیوں داخل کئے جائینگے

زراعتی کالج کے متعلق وزارت زراعت کی گذشتہ کارگذاری پیش کرنے کے بعد اعلان کیا گیا ہے :۔

"آئندہ سال زراعتی کالج لائل پور میں سکھ طُلباء کی جو تعداد داخل کی جائے گی۔ وُہ تمام داخل شُدہ طُلباء کی مجموعی تعداد کا بیس فیصدی ہو گی"

اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ گیارہ فیصدی سکھ آبادی کے طلباء کو جب ۲۰ فیصدی کی نسبت سے داخل کیا جائے گا تو یقیناً ۵۶ فیصدی آبادی رکھنے والے مسلمانوں کا حق چھین کر دیا جائے گا۔ اور اس صورت میں دیا جائے گا۔ جبکہ سکھ پہلے ہی اپنی آبادی کے تناسب سے بہت زیادہ یہ حق حاصل کر چکے ہیں پس یہ اعلان مسلمانوں کے لئے قطعاً کسی قسم کی تسلی اور اطمینان کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اور نہ گورنمنٹ کو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس قسم کی باتیں ان لوگوں کے لئے کچھ اثر رکھتی ہیں۔ جن کے حقوق نہایت بے دردی سے پائمال کئے جا رہے ہیں :۔

کانگریس کے حکم کی خلاف ورزی کرنیوالے ہندو

شورش اور ہنگامہ آرائی کے ریلے میں بہہ جانا بالکل آسان ہے۔ اور خاص کر اس صورت میں جبکہ فدائے قوم و وطن ہونے کا خطاب ملتا ہو۔ اور عوام واہ واہ کے پھول نچھاور کر رہے ہوں۔ لیکن ذاتی اور فرقہ وارانہ فوائد حاصل کرنے کی کسی کوشش سے خواہ اُسے کانگریس نے ناجائز ہی قرار دے دیا ہو۔ باز رہنا کسی ہندو کے لئے مشکل ہے۔ کانگریس صاف اور واضح الفاظ میں کئی بار اعلان کر چکی ہے۔ کہ آئندہ اسمبلی اور کونسلوں کے انتخاب میں کسی ہندوستانی کو حصہ نہ لینا چاہیئے۔ لیکن پنجاب کے ہندو باوجود کانگریس کے شیدائی کہلانے۔ اور اس کی پیدا کردہ شورش میں پُورا پُورا حصہ لینے کے۔ کانگریس کا یہ حکم ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ "پرتاپ" (۲۴ ر اگست) لکھتا ہے :۔

"یہ تو نظر آ رہا ہے۔ کہ باوجود کانگریس کے بائیکاٹ کے پنجاب کے ہندو پنجاب کونسل کے لئے بھی کھڑے ہونگے۔ اور لیجسلیٹو اسمبلی کے لئے بھی"

گیا اس سے ظاہر نہیں۔ کہ کم از کم پنجاب کے ہندو کانگریس کے ایک بہت اہم حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس بات کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ کہ کانگریس ان کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں رکھتی :۔

انقلاب پسندوں کا شرمناک تشدّد

دیگر صوبوں میں عموماً اور بنگال میں خصوصاً انقلاب پسندوں کی طرف سے قتل و خونریزی کے جو واقعات حال میں رونما ہُوئے ہیں۔ اور جن میں اضافہ ہونے کے آثار پائے جاتے ہیں۔ ان کی وجہ کانگریس والے اس تشدد کو قرار دے رہے ہیں۔ جو گورنمنٹ نے قانون شکنی کی تحریک کو دبانے کے لئے اختیار کر رکھا ہے۔ لیکن جو لوگ قانون توڑنے اور اس کا احترام مٹانے والوں کو گرفتار کرنے کا نام تشدّد رکھتے ہیں۔ کیا وُہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ بم اور ریوالور چلانے والے حکومت کو اس تشدد سے باز رکھنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اگر وُہ یہ خیال رکھتے ہوں۔ تو اس سے بڑھ کر نادانی اور جہالت اور کوئی نہ ہو گی ۔ حکومت اگر اپنی مشینری کو زیادہ زور اور قوت کے ساتھ چلائے گی۔ تو اُس کی ذمہ واری انہی لوگوں پر عائد ہو گی۔ اور یہی ملک کی تباہی و بربادی کا مُوجب ہونگے

اس قسم کے حادثات کی ایک اور وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ "وُہ لوگ جو کانگریس کے لائحہ عمل سے متفق نہیں۔ بلکہ اس کا مضحکہ اڑانے کے خوگر ہیں۔ اور جن کے نزدیک تشدد ہی راہ نجات ہے۔ میدان میں آگئے ہیں" اگرچہ ایسے لوگ بھی کانگریس کے ہی پیدا کردہ ہیں۔ اور خود گاندھی جی ان کا اور اپنا ایک ہی مقصد قرار دے چکے ہیں۔ لیکن ان کے میدان میں آجانے سے وُہ تباہی و بربادی بہت قریب ہو جائے گی۔ جس تک کانگریس ملک کو لے جا رہی ہے۔ اس قسم کے شرمناک اور بزدلانہ حادثات کی نسبت یہ امید رکھنا کہ گورنمنٹ ان سے مرعُوب ہو جائے گی۔ اور کانگریس کو مکمل آزادی دے دیگی۔ اپنے مستقبل کو نہایت تاریک اور بھیانک بنانا ہے۔ اگر ابھی سے اس کا احساس نہ کیا گیا۔ اور ایسے حادثات کی پُر زور مذمت نہ کی گئی۔ تو وُہ وقت دُور نہیں۔ جب اسے اپنی آنکھوں دیکھ لیا جائے گا۔

دیوتاؤں کے زیور چُرانے والا مہاپجاری

پچھلے دنوں میسور کے ایک مندر سے مُبتوں کے زیور چُرائے جانے کا الزام مُسلمانوں پر لگایا گیا تھا۔ اور بیان کیا گیا تھا۔ کہ ڈاکوؤں نے جو مُسلمان تھے۔ نہ صرف مندر کی بے حرمتی کی۔ بلکہ بہت سے قیمتی زیورات لُوٹ کر لے گئے۔ لیکن اب معلوم ہُوا ہے کہ بتوں کے زیور چُرانے کے لئے باہر سے کوئی ڈاکو نہ آیا تھا۔ بلکہ خود مندر کے "مہاپوجاری" نے اپنے دیوتاؤں پر ہاتھ صاف کیا تھا۔ چنانچہ ملزم نے مال مسروقہ کا بڑا حصہ مختلف تاجروں کے ہاں سے برآمد ہو جانے پر اقبالِ جُرم کر لیا۔ اور کہا میں بیس سال سے اس مندر کا اعلےٰ پجاری ہوں۔ اور اپنے فرائض کمال دیانت داری سے ادا کرتا رہا ہوں۔ اور آخر عمر میں مجبُور ہو کر اس فعل کا ارتکاب کیا۔ کیونکہ پانچ لڑکیوں کی شادی کے اخراجات کے باعث میں مقروض ہو گیا تھا۔ تنخواہ قلیل تھی۔ قرض ادا کرنے کی کوئی صُورت نظر نہ آتی تھی۔ اور قرضدار شدید تقاضا کرتے تھے۔ اس لئے میں نے دیوتاؤں کے زیورات اور جواہرات اتار لئے۔ اور الزام سے بچنے کے لئے میں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ مندر میں کوئی مُسلمان داخل ہُوا ہے۔ چنانچہ میں نے مندر کے فرش پر کچھ استعمال شُدہ اور غیر استعمال شُدہ بیڑیاں بکھیر دیں۔ ایک خاکی قمیص بھی رکھ دی۔ جس کے بٹنوں پر چاند تارا اسلامی نشانات تھے۔ اور اُس کی جیب میں اردو میں لکھا ہُوا ایک پرچہ ڈال دیا۔ پولیس کو گمراہ کرنے کے لئے میں نے ایک گمنام چٹھی بھی لکھی۔ جس میں ظاہر کیا کہ یہ کام مسلمانوں کا ہے :۔

دیوتاؤں کو قیمتی زیورات سے لدے پھندے دیکھ کر ایک مقروض اور قلیل تنخواہ رکھنے والے انسان کے منہ میں پانی بھر آنا قدرتی بات ہے۔ خواہ وُہ "مہاپجاری" ہی کیوں نہ ہو لیکن زیور ہتھیا لینے کے بعد اس فعل کی پردہ پوشی کے لئے جو طریق اختیار کیا گیا۔ اس نے ہندو ذہنیت کا راز فاش کر دیا "مہاپوجاری" کو پُورا یقین تھا۔ کہ جب مُسلمانوں کی طرف ذہن منتقل کرنے کے لئے اس قدر علامات مہیا کر دی گئی ہیں۔ اور ہندو پہلے ہی مُسلمانوں کے خلاف ہر بات کے ماننے کے لئے تیار ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ یہ چالاکی کام نہ دے۔ اور اگر اصل مال نہ پکڑا جاتا۔ تو کسی ہندو کا ذہن بھی مسلمانوں کے علاوہ مہاپجاری کو چھوڑ کسی معمولی ہندو کی طرف بھی منتقل نہ ہوتا :۔

بمبئی میں بیکار مزدوروں اور پولیس میں تصادم

بمبئی میں بائیکاٹ کے سلسلہ میں جبر کاری اور مزدوروں کی آوارہ گردی بڑھ رہی تھی۔ اس کا کسی قدر نتیجہ نکل آیا۔ نیوسٹی ملز نے جو باقاعدہ کام کر رہی تھیں۔ اپنے کام میں روکاوٹ کا خطرہ محسوس کرتے ہُوئے پولیس طلب کی۔ دوسری ملوں کے تقریباً تین ہزار مزدوروں نے پولیس پر حملہ کر دیا۔ پولیس نے گولی چلائی جس سے بعض مزدور زخمی ہُوئے۔ اور پھر لاٹھیوں سے مجمع منتشر کر دیا گیا۔ اس فتنہ کی جو بمبئی میں پیدا ہونے کے سامان کر دئے گئے ہیں یہ ابتدا معلُوم ہوتی ہے۔ کئی ہزار بیکار لوگ جب بھوکوں مرنے لگیں گے … تو مزدور [illegible]

سلسلۂ مخلوق کے متعلق
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اخبار اہلحدیث میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ ایک شرمناک الزام لگایا ہے۔ کہ سلسلۂ مخلوق کے متعلق آپ کا جو کچھ عقیدہ تھا۔ وہ نہ صرف اسلام اور قرآن کی تعلیم کے خلاف تھا۔ بلکہ عیاذاً باللہ آریوں اور بہائیوں کی خوشہ چینی کا نتیجہ تھا۔ اُنھوں نے جس تحریر سے ایسا غلط اور بے بنیاد نتیجہ اخذ کیا ہے۔ اُس پر بحث کرنے سے پیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم آریوں اور بہائیوں کے عقائد پر نظر ڈالیں۔ اور اُن کا حضرت اقدس علیہ السلام کے عقائد سے مقابلہ کریں۔ تا معلوم ہو۔ کہ مولوی صاحب کس قدر بے باکی اور دلیری سے کام لیتے ہوئے بہتان طرازی اور الزام تراشی کا شیوہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ کون نہیں جانتا۔ کہ آریہ اس بات کے قائل ہیں۔ کہ مادے کے تمام ذرّات اور ارواح بصفتِ ازلیّت قدیم ہیں۔ تینوں یعنی ایشور۔ جیو اور پرکرتی۔ ازلی اور انادی ہونے کے لحاظ سے ایک ہی مرتبہ میں ہیں۔ ایشور نے نہ تو روح پیدا کی اور نہ ہی مادہ۔ بلکہ وہ ازل سے خود بخود ہیں۔ اب یہ آریوں کا عقیدہ ہے۔ جو وہ سلسلۂ مخلوق کے متعلق رکھتے ہیں۔ انکے نزدیک مخلوق بھی ازل سے اور خالق بھی ازل سے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اِس عقیدہ کے بکلی خلاف یہ عقیدہ ہے۔ کہ خدا نے روحوں کو بھی بنایا۔ اور مادے کو بھی پیدا کیا۔ وہ خالق اور مالک ہے۔ اُسی نے اپنی صفتِ خلق کے ماتحت عالم کو ظاہر فرمایا۔ صرف خدا ہی ایسی ذات ہے۔ جو ازل سے ہے۔ اور کوئی چیز ازلیّت میں اس کے مساوی نہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اپنی متعدد کتب میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ آپ نے آریوں کو ملزم گردانتے ہوئے فرمایا۔

"اُنہوں نے اپنی ارواح اور انکی تمام قوتوں کو اور ایسا ہی اپنے اجسام اور اُنکی طاقتوں کو خدا کی طرح قدیم اور انادی اور غیر مخلوق سمجھ لیا ہے۔ جو پرمیشر کی طرف سے نہیں۔ بلکہ خود بخود ہیں۔ اور اگر وہ مخلوق کی نسبت قدامتِ نوعی کے قائل ہوتے نہ قدامتِ شخصی کے۔ تو اس کفر میں نہ پڑتے۔ مگر انہوں نے قدامتِ شخصی کا اعتقاد رکھ کر یہ کہکر کہ ارواح اور ذراتِ اجسام سب انادی ہیں مخلوق نہیں ہیں۔ ایک بھاری کفر اپنے لئے ٹھیرا لیا۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۲۷)

اب جائے تعجب ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اس عقیدہ کو کُفر قرار دیں۔ اور فرمائیں۔ کہ قدامتِ شخصی کے اعتقاد نے انہیں بھاری کفر میں گرفتار کر دیا۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب اِسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذاتی عقیدہ قرار دیدیں۔ یہ مذہبی دنیا میں کتنی بڑی جسارت ہے۔ جو چودھویں صدی کے علماء میں سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے حصّہ میں آئی۔

اِس کے بعد بہائیوں کا عقیدہ دیکھا جائے۔ تو وُہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدہ کے بالکل خلاف ہے۔ چنانچہ بہاء اللہ ایرانی کا عقیدہ تھا۔ کہ "ہمیشہ خدا خالق ورازق تھا۔ ہمیشہ زندہ کرنے والا اور عطا فرمانے والا ہے۔ کوئی وقت ایسا نہ تھا۔ کہ الوہیّت و ربوبیّت کی صفات معطّل یا بیکار رہی ہوں۔ کبھی بھی تعطیل درست نہیں۔ یہ سُورج اپنی شعاع وحرارت سے سُورج ہے۔ اگر ہم تصوّر کرنے لگیں۔ کہ کسی وقت آفتاب شعاع وحرارت نہ رکھتا تھا۔ تو یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اس وقت کوئی خالق نہ تھا"

آگے لکھتا ہے۔

"مقصد یہ ہے۔ کہ خدا کی سلطنت قدیم ہے نہ حادث۔ خدا ہمیشہ سے مخلوق رکھتا ہے۔ ملک ولشکر رکھتا ہے۔ اور رکھیگا۔ خدائی فیض اور اس کی تجلیات برابر جاری ہیں۔ کسی قسم کی بندش نہیں ہے۔ جیسا کہ آفتاب کی شعاع وحرارت کبھی بند نہیں ہوئی"

اِن سطور سے ظاہر ہے۔ کہ بہاء اللہ دورِ وحدت اور دورِ خلق کا جو نوبت بہ نوبت ظہور میں آتے ہیں۔ اور جو ایک دوسرے کے ظہور کے مانع اور منافی ہیں۔ قائل نہیں۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کی صفات اور اس کے فیوض کے ظہور کو آفتاب کی شعاع کی مثال دیکر فاعل بالارادہ نہیں سمجھتا۔ اور یہ دونوں باتیں بیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدہ کے مخالف ہیں۔ کیونکہ حضور فرماتے ہیں "خدا کی کسی صفت کے لئے تعطّلِ دائمی تو نہیں۔ مگر تعطّلِ میعادی کا ہونا ضروری ہے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۲۶۳) نیز فرماتے ہیں "چونکہ صفتِ ایجاد اور صفتِ افناء باہم متضاد ہیں۔ اِس لئے جب افناء کی صفت کا ایک کامل دور آجاتا ہے۔ تو صفتِ ایجاد ایک حد تک معطّل رہتی ہے۔"

(ایضاً صفحہ ۲۶۳)

یہ عقیدہ بہاء اللہ ایرانی کے عقیدہ کے صریح خلاف ہے۔ وہ تعطّلِ میعادی کا قائل نہیں۔ مگر حضور کھلے طور پر اس کا اظہار فرما رہے ہیں۔ پھر کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ آپ نے اِس عقیدہ میں بہائیوں کی اقتداء کی۔

سچی بات یہی ہے۔ کہ تعطّلِ میعادی سے خدا تعالےٰ کا فاعل بالارادہ اور فاعلِ مختار ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یعنے وہ جب چاہتا ہے۔ اپنے علم وحکمت اور ارادہ سے بعض صفات کے فیوض کو جاری رکھتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے۔ بند کر دیتا ہے۔ مگر سورج اور اس کی شعاع کی مثال میں اگر خدا تعالےٰ کی صفات کا ظہور سمجھا جائے۔ تو اس سے خدا تعالےٰ کو فاعل بالخاصہ ماننا پڑے گا۔ جس سے خدا تعالیٰ کی حکمت ارادہ مشیت اور علم سب کو یکسر موقوف ماننا پڑتا ہے۔ اور پھر لازم آتا ہے۔ کہ ہم خدا تعالےٰ کی عبادت اور اس کا شکریہ بھی نہ بجالائیں۔ کیونکہ جب اس نے اپنے ارادہ اور حکمت سے ہمیں پیدا ہی نہیں کیا۔ بلکہ ایک بے جان مشین کی طرح اس سے ایک امر ظہور میں آیا۔ تو ہم کیوں اس کی عبادت بجا لائیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ تو آریوں کی اقتداء کی۔ اور نہ ہی بہائیوں کی۔ بلکہ اسلام اور قرآن کی اقتداء کی۔ چنانچہ اسلام کا یہ ایک مسلّمہ اصل ہے۔ کہ اللہ خالق کل شیءٍ وھو الواحد القھار۔ اور حدیث ہے۔ کہ کان اللہ ولم یکن معہ شیءٌ۔ اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔ یہی عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی تھا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

"ابتداء میں خدا کی صفتِ وحدت کا دَور تھا۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس دَور نے کتنی دفعہ ظہور کیا۔ بلکہ یہ دور قدیم اور غیر متناہی ہے۔ بہرحال صفتِ وحدت کے دور کو دوسری صفات پر تقدّم زمانی ہے۔ پس اِسی بناء پر کہا جاتا ہے۔ کہ ابتداء میں خدا اکیلا تھا۔ اور اس کے ساتھ کوئی نہ تھا۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۲۶۳)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمانا۔ کہ صفتِ وحدت کے دور کو دوسری صفات پر تقدّم زمانی حاصل ہے۔ صریح

طور پر اس بات کا اظہار کر رہا ہے۔ کہ جن معنوں میں آپ خدا تعالےٰ کے لئے صفت ازلیت اور قدامت کا استعمال فرما رہے ہیں۔ ان معنوں میں خلق کی قدامتِ نوعی کو پیش نہیں کر رہے۔ پس آپ کے متعلق یہ کہنا کہ

"وہ کہتے ہیں۔ کہ جب سے خدا ہے۔ تب سے مخلوق کا کوئی نہ کوئی فرد ضرور رہا ہے" اگر صریح جھوٹا الزام نہیں تو اور کیا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے جس فقرہ سے ایسا غلط نتیجہ اخذ کیا ہے۔ وہ حضورؑ کی یہ عبارت ہے۔ "خدا تعالیٰ کی قدیم صفات پر نظر کر کے مخلوق کے لئے قدامتِ نوعی ضروری ہے۔ مگر قدامت شخصی ضروری نہیں۔" صـــ ۱۶۰

مولوی ثناء اللہ صاحب اگر ذرہ بھی غور کرتے۔ تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ حضور نوعِ خلق کی قدامت کو خدائے ازلی کی قدامت کے معنوں میں نہیں لے رہے۔ کیونکہ آپ فرما چکے ہیں۔ کہ "صفتِ وحدت کے دور کو دوسری صفات پر تقدم زمانی ہے" پس جب آپ کھلے طور پر اس عقیدہ کا اظہار فرما چکے ہیں۔ تو ان الفاظ کا وہ مفہوم نہیں لیا جا سکتا۔ جو حضور کی دوسری تحریرات کے خلاف ہو۔

در اصل قدامت نوعی سے مراد حضور کی ایسی قدامت ہے۔ کہ جس کے سلسلۂ ابتداء کا علم سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں۔ چنانچہ یہ بات ظاہر ہے۔ کہ ہم نہیں جانتے۔ اور نہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ سلسلۂ مخلوق کب سے جاری ہے۔ کیونکہ ہمارا علم کوتاہ۔ ہماری نظر محدود۔ اور ہمارا دائرۂ معلومات تنگ ہے۔ پس آغاز اور ابتداء کا اندازہ لگانے سے جب ہم بالکل عاجز اور درماندہ ہیں۔ تو ہم کیوں قدامت کا لفظ نوع خلق کے متعلق استعمال نہیں کر سکتے۔ پس یہی وجہ ہے۔ کہ حضور نے مخلوق کے متعلق قدامتِ نوعی کا لفظ استعمال کیا۔ نہ ان معنوں میں۔ کہ گویا نعوذ باللہ مخلوق ازلیت میں خدا تعالیٰ کے مساوی ہے۔ ایسا عقیدہ تو کفر ہے۔ چنانچہ حضور فرما چکے ہیں۔ کہ آریوں نے یہی عقیدہ رکھکر اپنے لئے کفر سہیڑ لیا۔

مختصر یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کان اللّٰہ ولم یکن معہ شیءٌ کے عقیدہ کے جو اسلام کا مسلّمہ عقیدہ ہے۔ قائل تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"بجز خدا کے کسی چیز کے لئے قدامتِ شخصی تو نہیں۔ مگر قدامتِ نوعی ضروری ہے۔"

نیز فرمایا:۔

"بہر حال صفتِ وحدت کے دور کو دوسری صفات پر تقدم زمانی ہے۔ پس اسی بناء پر کہا جاتا ہے۔ کہ ابتداء میں خدا اکیلا تھا۔ اور اس کے ساتھ کوئی نہ تھا۔" (چشمۂ معرفت صـــ ۲۶۳)

یہی عقیدہ جماعت احمدیہ کا بھی ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک موقعہ پر فرمایا۔

"میرے نزدیک جو بات بہر حال ثابت ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ خالق ہے اور بہر حال اس کی صفت احدیت مخلوق سے مقدم ہے۔" نیز فرمایا:۔

"میرے نزدیک جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ جب سے خدا ہے۔ تب سے مخلوق ہے۔ وہ ظاہر فریب الفاظ کے دھوکے میں مبتلا ہے۔ جب اور تب تو محدودیت پر دلالت کرتے ہیں۔ جو یہ کہتا ہے۔ کہ جب سے خدا ہے۔ تب سے مخلوق ہے۔ وہ دوسرے لفظوں میں یہ کہتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ بھی ایک محدود زمانے سے ہے۔ اور جو یہ کہتا ہے۔ کہ مخلوق بھی خدا تعالیٰ کی طرح غیر محدود ہے۔ میرے نزدیک وہ بھی غلطی کرتا ہے کیونکہ فی الحقیقت وہ خدا تعالےٰ کی خالقیت کا انکار کرتا ہے۔"

(ریویو اردو اگست ۱۹۲۶ء)

پس جماعت احمدیہ کی طرف مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ امر منسوب کرنا۔ کہ اس کا عقیدہ ہے۔ کہ

"جب سے خدا ہے۔ تب سے مخلوق کا کوئی نہ کوئی فرد ضرور رہا ہے۔" (اہلحدیث ۲۵ جولائی) سراسر غلط بلکہ دھوکہ دہی ہے

حضرت مسیح موعودؑ کی قوّتِ قدسیہ کا اثر

کسی نفس قدسی کی صداقت معلوم کرنے کا ایک طریق یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ اُس کے متبعین اور پیروؤں کو دیکھا اور معلوم کیا جائے۔ کہ وہ کیسے لوگ ہیں۔ ان میں اور دوسروں میں کوئی نمایاں امتیاز پایا جاتا ہے۔ یا نہیں۔ وہ نیک اعمال میں ترقی کرنے اور خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنے اموال اور اوقات خرچ کرنے والے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر وہ ناپاک افعال میں منہمک رہنے والے ہوں۔ تب بے شک کہنے والا کہہ سکتا ہے۔ کہ ان کا راہ نما انہیں بُرے راستہ کی طرف لے جا رہا ہے۔ مگر جس آقا کے خدام پاکباز صلحاء اور اتقیاء کے زمرہ میں شمار ہوں۔ جو دوسروں کی نسبت اپنے اعمال اور افعال میں نمایاں نظر آتے ہوں۔ اُن کا ہادی اگر سچا نہیں۔ تو خدارا بتلاؤ۔ اسے کس منہ سے جھوٹا کہا جا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوتِ قدسیہ نے آپ کے ماننے والوں پر جو حیرت انگیز اثر کیا ہے۔ اس کا پہلا نشان یہ ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ کا ہر فرد دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کرتا ہے۔ اور پھر حتی المقدور اس کی پابندی کرتا ہے۔ ہر احمدی یہ آرزو اور تڑپ رکھتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اسے خدمت دین کا موقعہ عنایت فرمائے۔ اس کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کاش اشاعت اسلام میں وہ بھی کوئی مفید کام سرانجام دے سکے۔ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ سلسلۂ احمدیہ اپنے مقدس بانی کی پاکیزہ تعلیمات کے اثرات سے تبلیغ اسلام کا نہایت شاندار کام کر رہا ہے۔ اور ایسا شاندار کام کر رہا ہے۔ کہ صفحۂ دنیا پر کسی جگہ اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ حالانکہ مالی میں تعداد میں۔ ظاہری شان و شوکت میں۔ اسباب اور ذرائع میں دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کو کوئی نسبت ہی نہیں۔ کیا نعوذ باللہ جھوٹے اور مفتری نے اسلام کی خدمت کرنے والی اور اسلام پر فدا ہونا اپنی سعادت عظمیٰ یقین کرنیوالی جماعت بنائی؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے یہ نہیں کیا۔ کہ لوگوں کو چن چن کر اپنے سلسلہ میں داخل کیا ہو اور مختلف قسم کے عیوب میں مبتلاء اور نقائص سے پُر لوگوں کو دھتکار دیا ہو بلکہ ہر ایک کو اپنے سایہ میں جگہ دی۔ اور جتنی کسی میں زیادہ کمزوری دیکھی۔ اتنی ہی زیادہ اس پر شفقت کی۔ آپ نے نمازوں سے غافل۔ روزوں سے بے پرواہ۔ زکوٰۃ و حج پر ہنسی اڑانے والے اور قرآن پاک کو پراگندہ خیالات کا مجموعہ سمجھنے والوں کو لیا۔ اور انہیں عاشق قرآن۔ پابند صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ و حج کی معقولیت کا قائل کر دیا۔ پھر یہ نہیں۔ کہ آپ کے پیرو جاہل ہیں۔ بلکہ علماء فضلاء۔ ڈاکٹر۔ وکیل۔ بیرسٹر۔ تاجر۔ غرض ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ان میں پائے جاتے ہیں۔ آپ اگر نفس قدسی نہیں رکھتے تھے۔ تو آپ کی آواز پر دین کے خادموں اور دین پر عمل کرنے والوں کا اجتماع کیونکر ہو گیا۔ اگر آپ (نعوذ باللہ) مفتری تھے۔ تو آپ کے ذریعہ خدا تعالےٰ کے عشاق کیونکر پیدا ہو گئے۔

اے دنیا کے دانش مندو! غور کرو۔ اور حضرت مسیحؑ ناصری کے اس قول سے فائدہ اٹھاؤ۔ کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ پھر حضرت مسیح کا یہ بھی قول ہے۔ کہ "اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے۔ اور بُرا درخت بُرا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت بُرا پھل نہیں لا سکتا۔ نہ بُرا درخت اچھا پھل لا سکتا ہے۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا۔ وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ پس ان کے پھلوں سے تم انہیں پہچان لوگے۔"

مصلحین اور خدا تعالےٰ کے ماموروں کے پھل ان کے ماننے والے اور ان کی بتائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنیوالے لوگ ہوتے ہیں اس لئے ان کی اعتقادی اور عملی حالت کو دیکھکر نہایت آسانی کے ساتھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جس انسان کو انہوں نے اپنا ہادی اور رہنما تسلیم کیا ہے۔ وہ کیسا ہے۔ لیکن افسوس۔ کہ اس زمانہ میں لوگوں پر اس قدر غفلت طاری ہے۔ کہ اتنی موٹی اور صادق بات سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔

آتش پرستوں کے مذہبی رسم و رواج

دُنیا میں جو عجیب وغریب مذاہب پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک آتش پرست مذہب ہے۔ اس کی بعض رسوم اور رواجات کے متعلق "بغداد ٹائمز" میں ایک یورپین نے مضمون شائع کرایا ہے جس کے مطالعہ کا معاصر "سرفراز" لکھنؤ کی وساطت سے ہمیں موقعہ ملا ہے۔ مضمون نگار کو یزد شہر میں ایک ممتاز تاجر کے ذریعہ آتشکدوں کے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ جن کی کیفیت یہ تھی کہ۔

ایک اندرونی کمرہ میں صندل جیسی خوشبودار چیزوں سے ایک اونچے اسٹول پر آگ روشن تھی۔ یہ آگ دن رات روشن رہتی ہے۔ اور ایک سیکنڈ کے لئے گل نہیں ہونے پاتی۔ اس کی نگرانی کا کام مذہبی پیشواؤں سے متعلق ہوتا ہے۔ جو سفید لباس پہنتے ہیں۔ وہ اپنے چہرہ کے زیرین حصہ پر تحت الحنک کے طور پر ایک سفید کپڑا باندھتے ہیں تاکہ آگ کی پاکی اور تقدس میں ان کے سانس کی وجہ سے خلل واقع نہ ہو۔ مذہب کی رُو سے کسی آتش پرست کو اس کی اجازت نہیں ہے کہ وہ حقہ یا سگرٹ کا استعمال کرے یا مُنہ سے پھُونکے۔ ایسا کرنے والا سچا آتش پرست نہیں کہلایا جاسکتا۔ کیونکہ پارسیوں کے یہاں آگ کو مظہر خدا سمجھا جاتا ہے۔

آتش پرست دو خداؤں کے قائل ہیں۔ جنھیں یزدان اور اہرمن کہتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے۔ کہ ان نیکی اور بدی کے دونوں خداؤں میں ہمیشہ جنگ ہوتی رہتی ہے انسان کو اس بارہ میں آزاد خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ خواہ یزدان کا طرفدار بنجائے۔ یا اہرمن کا۔ انسان اپنے اعمال وافعال کی بنا پر جنت و دوزخ کا مستحق قرار پاتا ہے۔ چوری، جھُوٹ عیاشی۔ شراب نوشی۔ تعدادِ ازدواج اور گوشت خوری آتش پرستوں کے مذہب میں ممنوع ہے۔ لیکن دودھ پلانے والی عورتیں اور تلوار سے جنگ کرنے والے مجاہد گوشت کا استعمال کرسکتے ہیں۔ لیکن ان کے متعلق بھی یہ ہدایت ہے کہ وہ شمسی مہینے کی دوسری۔ بارھویں۔ چودھویں اور اکیسویں تاریخ کو گوشت کھانے سے اجتناب کریں۔ یہ تاریخیں بہمن فرشتہ موشی۔ شہریوار فرشتہ طلاء وجواہرات امورداد فرشتہ اشجار اور اسپند پناز فرشتۂ زمین سے منسوب ہیں۔ اسی طرح ہر مہینہ کی نگرانی ایک خاص فرشتہ سے متعلق ہے۔ پارسیوں میں بچوں کے نام نجومی رکھتا ہے۔ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو وقت پیدائش سے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر جوتشی کو بُلا کر نام تجویز کرایا جاتا ہے۔ اور اس میں والدین کو مداخلت کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔

مرنے کے بعد کی زندگی کے متعلق پارسیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ مرنے کے بعد چوتھے دِن فرشتہ راشو آکر مرنیوالے کے اعمال کو تولتا ہے۔ جن کا مرتکب وہ دنیا میں ہوا ہے۔ اگر نیک اعمال زیادہ ہوتے ہیں۔ تو وہ جزا کا مستحق ہوتا ہے اور اگر بداعمال کا پلہ بھاری ہوتا ہے۔ تو سزا کا اہل قرار پاتا ہے۔

پارسی ہندوؤں کی طرح زنار پہنتے ہیں۔ اور ہر پارسی مذہباً مجبور ہے۔ کہ وہ زنار کا استعمال کرے۔ زنار بنانے کے لئے مختلف قسم کے ۷۲ دھاگے لئے جاتے ہیں۔ ان میں سے چھ چھ دھاگے لیکر بارہ لڑیں بنائی جاتی ہیں۔ پھر ان بارہ لڑوں سے تین ڈوریاں تیار کی جاتی ہیں۔ ان تینوں ڈوریوں کو کمر کے چاروں طرف پہن لیا جاتا ہے۔ ان تین ڈوریوں کو استعمال کرنے کا یہ مطلب لیا جاتا ہے۔ کہ ایک آتش پرست کو "اچھے خیالات" "اچھے الفاظ" اور "اچھے اعمال" پر کاربند ہونا چاہیئے۔ جب کسی لڑکے کو زنار پہنا دیا جاتا ہے تو وہ مذہب کا رسمی طور پر ممبر تصور کر لیا جاتا ہے۔

آتش پرست روزانہ پانچ وقت یعنی طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے قبل اور بعد اور دوپہر کے وقت عبادت کرتے ہیں۔ پانچوں وقت عبادتیں عبادتکدوں میں کی جاتی ہیں۔ جہاں ہمیشہ روشن رہنے والی آگ تمام عبادت گذاروں کے سامنے رہتی ہے۔ لیکن مذہبی حکم کے باوجود بھی یزدی عورتیں عبادت میں حصہ نہیں لے سکتیں۔ اس کے علاوہ انہیں ہرطرح مردوں کے مساوی حقوق حاصل ہیں۔

پارسیوں میں لڑکیوں کو شوہروں کے انتخاب اور اپنی جائداد کے انتظام کا اختیار حاصل ہے۔ لڑکیوں کی شادی ۱۴ برس کی عمر میں کی جاتی ہے۔ لیکن مذہبی پیشوا تیس برس سے قبل شادی نہیں کرسکتا۔ شادی کے وقت اس کی بیوی کی عمر کم ازکم ۱۲ سال کی ہونی چاہیئے۔ منگنی اور شادی کا طریق یہ ہے۔ کہ جب کوئی لڑکا کسی خاتون سے شادی کرنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ تو اس کی ماں اور بہنیں دُلہن کے گھر جاتی ہیں۔ ان کے ہمراہ مختلف قسم کی مٹھائیاں اور جُوجُو (ایک چھوٹا سا پھل ہوتا ہے۔ جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ دنیا میں بہشت سے آیا ہے) انشبن (ایک ترکاری کا بیج ہوتا ہے) اور انار ہوتے ہیں۔ اگر لڑکی کے گھر والے اس ہدیہ کو قبول کرلیں۔ تو لڑکا اور لڑکی براہ راست ایک دوسرے سے خط وکتابت کرکے یہ بتاتے ہیں۔ کہ کن اسباب ووجوہ کی بنا پر وہ باہم شادی کرنے کے لئے رضامند ہوئے ہیں۔

اس کے بعد دلہن کے گھر پر ایک رسم ہوتی ہے۔ جس میں دولہا جاکر خود لڑکی کے داہنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں ایک انگوٹھی پہناتا ہے جسکے بعد رشتہ مستحکم ہوجاتا ہے۔ نکاح کے دن ایک مذہبی پیشوا مع سات گواہوں کے لڑکی کے پاس جاتا ہے۔ اور اس سے تین دفعہ دریافت کرتا ہے۔ کہ آیا تم فلاں شخص سے شادی کرنے پر رضامند ہو۔ اجازت حاصل کرنے کے بعد وہ باہر آکر دولہا اور اس کے احباب واعزا کو اس خوشخبری سے مطلع کرتا ہے۔ فوراً دولہا کی بہن اندر جاکر دُلہن کو لے آتی ہے۔ اور دولہا دلہن دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے سڑکوں اور گلیوں سے گذر کر اپنے گھر چلے جاتے ہیں۔

جُوجُو۔ انشبن۔ اور مٹھائی دُلہن کے سر پر سے نچھاور کی جاتی ہے۔ تاکہ وہ ایماندار خوش وخرم اور نیک عادت کی رہے۔ مکان کے اندر داخل ہوکر دولہا دلہن دونوں اس آگ کے گرد تین مرتبہ طواف کرتے ہیں۔ جو گھر کے صحن میں روشن ہوتی ہے۔ اسکے بعد عورتیں دونوں کو ایک کمرہ میں لیجاکر بٹھاتی ہیں۔ یہاں دولہا دلہن ایک دوسرے کو اپنے ہاتھ سے شربت پلاتے ہیں۔ اگلے دن صبح کو دولہن کے گھر سے لڑکی کیلئے بہت سی چیزیں ہدیہ میں بھیجی جاتی ہیں۔ تین دن تک دُلہن کوئی کام نہیں کرتی۔ اس کے بعد پہلے پہل دلہن باورچی خانے میں جاکر دولہا کے لئے کھانا تیار کرتی ہے۔ کیونکہ آتش پرستوں میں قاعدہ ہے۔ کہ خواہ کوئی گھر کتنا ہی آسودہ کیوں نہ ہو۔ بیوی ہی شوہر کیلئے کھانا پکاتی ہے۔

ماتمی رسوم پارسیوں میں اس طرح ادا کی جاتی ہیں۔ کہ جب کوئی آتش پرست مرجاتا ہے۔ تو اس کے دوست اور تجارتی کاروبار کے ساتھی طلوع آفتاب کے قبل اس کے مکان پر جمع ہوتے ہیں اور اس کے یہاں نمکین روٹی کھانے کے بعد اس کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ انکے خلاف اس نے جو کچھ کیا۔ اُسے وہ معاف کرتے ہیں اس کے بعد اس کی لاش سفید کفن میں لپیٹ کر ایک خاص احاطہ میں لائی جاتی ہے۔ جس کے ۲ دروازے ہوتے ہیں۔ اور زبان حال سے یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ زندگی کے ۲ دروازے ہیں۔ ایک سے وہ داخل ہوتی ہے۔ اور دوسرے سے نکل جاتی ہے۔ دس منٹ کی دُعاءخوانی کے بعد لاش یہاں سے مینارۂ خاموشاں کو لے جائی جاتی ہے۔ یہاں اس کے دوست اور اعزا لاش پر شراب گراتے ہیں۔ اور چھوٹے چھوٹے پیتل کے پیالوں میں مردہ کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے شراب پیتے ہیں۔ شراب کے پیالے پر مردہ کا نام لکھا ہوتا ہے۔ اسوقت ہر اس مکان میں جہاں کہ متوفی آتا جاتا تھا۔ نیلے فانوس میں موم بتیاں جلائی جاتی ہیں۔

آتش پرستوں کی ایک خاص تقریب نوروز ہے۔ اس دن ہر وہ آتش پرست جو چل پھر سکتا ہے۔ مینار خاموشاں میں اُس فتح ایران کا ماتم کرنیکے لئے جاتا ہے۔ جو عربوں کے ہاتھوں ایکہزار برس قبل واقع ہوئی تھی۔ گویہ [illegible]

اسلام کی تین خاص خوبیاں

پہلی خوبی

کسی مذہب کی صداقت معلوم کرنے کا پہلا معیار یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالٰے کا فعل تمام عالم کی جسمانی ربوبیت کرتا ہے۔ اور کسی خاص ملک یا قوم کے ساتھ اسکی ربوبیت وابستہ نہیں۔ اسی طرح اس کا بھیجا ہوا مذہب ہونا چاہیئے وہ خداوند عالم کی رحمت کو کسی خاص قوم سے وابستہ نہ کرے مگر اس بات کا پتہ صرف اسلام سے ہی لگتا ہے کیونکہ اسلام اس خصوص میں تمام مذاہب عالم پر بکلی فوقیت رکھتا ہے۔ اسلام نے اپنے متبعین کو تعلیم دی ہے۔ کہ تمام قوموں میں خدا کے رسول گذرے ہیں۔ اس لئے تم بانیانِ مذاہب کی عزت کرو۔ اور کسی کو بُرا مت کہو۔ چنانچہ فرمایا۔ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ کوئی قوم اور امت ایسی نہیں گذری جس میں خدا کی طرف سے کوئی نہ کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔

یہ اصل بیان کر کے اسلام حکم دیتا ہے۔ کہ تم تمام مذاہب کے بانیوں کی عزت ملحوظِ خاطر رکھو۔ اس سے تمام قوموں میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کے جذبات پیدا ہونگے۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ دنیا میں محبت و اخوت۔ صلح و آشتی کی عالمگیر اور مستحکم بنیاد ڈالنے والا صرف مذہب اسلام ہے۔ جس نے دنیا کے تمام برگزیدہ اور مسلمہ مقبولوں کو واجب التعظیم قرار دیکر عالمگیر اخوت کی بناء ڈالی۔ دنیا کے دوسرے مذاہب نے یا تو سارے مقدسوں۔ بزرگوں اور ریفارمروں سے روگردانی کی یا بعض نے بعض کو مانا اور بعض سے بکلی اعراض کیا۔ لیکن اسلام نے تمام بزرگوں اور بانیانِ مذاہب کی عزت و بزرگی کو قائم ہی نہیں کیا۔ بلکہ اپنے اتباع پر فرض قرار دیا۔ کہ انکو بزرگ مانیں۔ اور ان کی تکریم کریں۔

اگر اہلِ مذاہب چاہتے ہیں۔ کہ دنیا میں امن قائم ہو اور تمام لوگ صلح و آشتی کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ تو وہ اسلام کی اس پاک اور مقدس تعلیم پر عمل پیرا ہوں۔ اور آیندہ کسی مذہب کے بانی کی توہین نہ کریں۔ کہ اہل دنیا کے لئے امن و سلامتی سے رہنے کا یہی واحد ذریعہ ہے۔

دوسری خوبی

اسلام کی دوسری خوبی جو اسے تمام مذاہبِ عالم پر فضیلت دیتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ اس نے اپنے دشمنوں کیساتھ بھی عدل و انصاف کرنیکا حکم دیا ہے۔ چنانچہ جہاں آریہ مذہب نے اپنے ماننے والوں کو یہ تلقین کی ہے۔ کہ

”وید کی بُرائی کرنے والے منکر کو ذات جماعت اور ملک سے نکالدینا چاہیئے“ (ستیارتھ پرکاش)

”ہم لوگ جس سے نفرت کریں۔ یا جو دُشٹ ہم سے نفرت کرے۔ اُنکو ہم سنگھ یعنی شیر وغیرہ کا نوالہ بنادیں گے“ (یجروید ۱۵-۱)

”تو وید کے مخالفوں کو کاٹ ٹکڑے ٹکڑے کر۔ کاٹ ڈال۔ ناش کر۔ ناش کر۔ تباہ کر۔ برباد کر“ (اتھروید کانڈ نمبر ۱۲ سوکت ۵ منتر ۶۱)

”مخالف وید کے گوشت کو بوٹی بوٹی اور اُس کی نسون کو اینٹھ دے گا“ (ایضاً منتر ۵)

وہاں اسلام یہ تعلیم دیتا ہے۔ لا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا۔ اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی۔ کسی قوم کی دشمنی اور عداوت تم کو اس کے ساتھ نیکی کرنے سے نہ روکے۔ تم ان جانی دشمنوں کے ساتھ بھی جنھوں نے تمہیں نقصان پہنچایا۔ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اور انکے ساتھ بھی عدل و انصاف کرو۔ کیونکہ یہ تقوٰی سے بہت قریب ہے۔

کیا اس سے بھی بہتر رواداری کی کوئی اور تعلیم ہو سکتی ہو؟ اور کیا کوئی شخص ایسی صلح کل تعلیم اپنے مذہب کی الہامی کتاب سے پیش کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ خوبی صرف اسلام میں ہی ہے۔ ولنعم ما قیل ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

تیسری خوبی

اسی طرح اسلام کی ایک یہ تعلیم ہے۔ جو اسے دنیا کے تمام مذاہب سے ممتاز کرتی اور ان پر فضیلت دیتی ہے۔ کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو ہر قوم کے مقدس مقامات اور معابد کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ جنگ کے موقعہ پر خصوصیت سے تاکیدی حکم دیا۔

”بوڑھوں۔ بچّوں اور عورتوں کو ہرگز قتل نہ کیا جائے۔ اور نہ مکانوں کو جلایا جائے۔ اور نہ عبادت گاہیں مسمار کی جائیں“ (بخاری شریف)

اللہ تعالٰے قرآن مجید میں بھی فرماتا ہے۔ ولولا دفع اللہ النّاس بعضھم ببعضٍ لھدمت صوامع وبیع وصلوٰتٌ ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرًا۔ کہ اگر اللہ تعالٰے بعض کو بعض کے ذریعہ نہ بچاتے۔ تو صَوْمَعوں اور عیسائیوں۔ یہودیوں اور مجوسیوں کی عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ تعالٰے کا ذکر کیا جاتا ہے۔ گرادی جائیں۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالٰے مسلمانوں کو تلقین کرتا ہے۔ کہ وہ لوگوں کے معابد اور گرجاؤں کی حفاظت کریں۔ اور انہیں منہدم نہ کریں۔ چنانچہ مسلمانوں نے اس حکم کی تعمیل میں ایسا ہی کیا۔ اس کا ثبوت ہندوستان کے وہ پرانے شوالے اور مندر ہیں۔ جو اب بھی جوں کے توں موجود ہیں۔ اور جو اس بات کا زندہ ثبوت ہیں۔ کہ مسلمان حکمرانوں نے ہندوؤں کے معابد کو ہندوستان میں کئی سو...

نزولِ مسیح موعود علیہ السلام

اے دلِ خوابیدہ برخیز و نگہ کُن منظرے
آمدہ در قادیان دارالامان پیغمبرے

بازوِ مسلم ز حق دیگر توانائی گرفت
اے ز رحمت بے خبر بنگر پئے نُصرت عسکرے

شوکتِ پارینۂ ما باز آمد در وجود
باز شام و روم بینند لرزہ بر دارو درے

بود یکسر ایں جہانِ حق صنم خانہ شدہ
ایں صنم پنداختہ بد خویش را آں آذرے

حق خلیلِ خود پئے نمرودیاں ارسال کرد
تا گلِ گلزار آرد از درونِ اخگرے

حسرتِ نومیدگاں را ز آسماں آمد نوید
وعدۂ لا تقنطوا جاں داد با کور و کرے

قُم باذن اللہ گفت و جاں بعالم در دمید
احمدِ من مردگاں را کرد بیدا محشرے

سلکِ ما از ہم شکستہ بود و ملّت فرد فرد
برگستہ بود رشتہ گوہرے از گوہرے

جوہرِ گوہر شدہ پنہاں کس نتواں شناخت
از صفائے بود گوہر کمتر وبے جوہرے

جوہری از ربِّ عرش و لوح آمد بہر نظم
در وجودے تبرؤ کردہ عنصرے با عنصرے

صیقلش کردہ ہمہ را باز آب و تاب داد
باز گوے بُرد گوہر از صفائے اخترے

رُفت ظلمت نورِ اسلام از جہانِ خفتہ گاں
نور افشانی چہ کرد اللہ جودِ انورے

گر دلت خواہد کہ بینی باز آنچہ دیدہ
جانِ من صدیق شو فاروق شو یا حیدرے

(منشی محمد صادق صاحب قریشی شبنم سرحدی)

ہر مسلم ہے حق کی آزمائش کے لئے
تمغۂ ایمان نہیں ملتا نمائش کے لئے

ہر مصلح کی مخالفت

حیات انسانی کا وہ دور جس میں وہ اعلائے کلمۃ الحق کی آواز بلند کرے۔ یا اس آواز پر لبیک کہے۔ آلام و مصائب۔ ابتلاء وآزمایش کے ایسے روح فرسا واقعات اپنے اندر پنہاں رکھتا ہے۔ کہ جنکا خیال بھی لرزہ براندام کر دینے کو کافی ہے۔ تاریخ عالم کو اٹھا کر دیکھئے۔ تو پتہ چلتا ہے کہ دنیا کا کوئی مصلح۔ کوئی نذیر۔ کوئی حق گو ایسا نہیں گذرا۔ جس پر اس کی قوم نے عرصہ حیات تنگ نہ کر دیا ہو۔ اسکو سخت سے سخت ایذائیں نہ دی ہوں۔ اور اسکے استیصال کے لئے ہر طاغوتی قوت کو روبہ کار نہ لایا گیا ہو۔ ابراہیمؑ و نمرود۔ موسےٰؑ و فرعون۔ عیسےٰؑ اور یہودیوں کے واقعات کسکو معلوم نہیں۔ اور پھر آخر میں ہمارے آقا ہمارے مولا سرور کائنات فخر موجودات ختم المرسلین رحمۃ للعٰلمین کی پاک زندگی کا مطالعہ کیجئے۔ جبوقت حضورؐ نے علم توحید بلند کیا۔ کفار عرب نے کیسی شرارتیں کیں۔ کیا کیا ایذائیں پہنچائیں ہر قسم کے فتنہ و فساد برپا کئے۔ تبلیغ حق کی روک تھام کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اللہ اللہ اس خدا کے پیارے نے کیسی کیسی آفتیں اور مصیبتیں جھیلیں۔ مگر برابر صلح وآشتی کے ساتھ ان کے دلوں کو نور ہدایت سے منور کرتا رہا۔ اور حرف شکایت تک لب پر نہ لایا۔ جن پاک ہستیوں نے اُس خدا کے پیارے کی صدائے حق پر لبیک کہا۔ دیکھئے انکی زندگی اُن پر کیسی دوبھر کر دیگئی۔ اور کیسی کیسی دل ہلا دینے والی اور روح کو بے چین کر دینے والی تکالیف انکے لئے تجویز کی گئیں۔ مگر ان ایمان کے پیکروں نے صبر کے ساتھ خوشی خوشی اُن تمام مصائب کو برداشت کیا۔ اور راہ حق میں جو قدم آگے بڑھ گیا۔ اُسے پیچھے نہ ہٹایا۔ بنی نوع انسان کے اس ظلم اور ناانصافی کا قرآن نے اکثر جگہ تذکرہ کیا ہے۔ اور انکے اس ظلم وجفا پر صد درجہ افسوس کیا ہے۔ یٰحسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسولٍ الا کانوا بہ یستھزءُون۔

خدا کے برگزیدوں کی کامیابی

مگر یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح چمکتی ہے۔ کہ جہاں اعلائے کلمۃ الحق کے خلاف سلطنتیں اور تمام شیطانی قوتیں روبہ کار لائی گئیں۔ وہاں نصرت الٰہی و تائید غیبی بھی ہمیشہ حق کے ساتھ رہی۔ ایسی نصرت و تائید کہ جس نے معاندین اور مخالفین کو دریائے حیرت میں غرق کر دیا۔ ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ میں نمرود کو کیسی ہزیمت ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون پر کسطرح غالب ہوئے۔ اور کس بُری طرح فرعون معہ اپنے شیطانی لشکر کے غرق آب ہو کر واصل جہنم ہوا۔ عیسےٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں یہودیوں کا جو حشر ہوا۔ وہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ وہ کس ذلت اور خواری میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور خسر الدنیا والآخرہ کی جیتی جاگتی مثال ہیں۔ جس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے علم توحید بلند کیا۔ اور کفار عرب مخالفت پر کمربستہ ہوگئے۔ تو کون کہہ سکتا تھا۔ کہ ایک فرد واحد جو دنیاوی لحاظ سے بھی کوئی ممتاز حیثیت نہ رکھتا ہو۔ عرب بلکہ تمام عالم کو تسخیر کر یگا۔ کفار نے جو منصوبے حضورؐ اور حضورؐ کے متبعین کی ایذا رسانی کے لئے کئے۔ اور تبلیغ حق میں جو طرح طرح کی دشواریاں حائل کیں۔ ان سے مجبور ہو کر حضورؐ کو معہ اصحاب کے ہجرت کرنی پڑی۔ یہاں تک کہ موذیوں نے حضورؐ کو مدینہ میں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ اور سازشیں کیں۔ مگر نتیجہ کیا ہوا۔ وہی جو سنت الٰہی ہے۔ وہ کفار عرب جن کی ایذا رسانی اور قتل کے منصوبوں سے بچنے کیلئے حضورؐ نے ہجرت فرمائی۔ اور حضورؐ رات کو مکہ سے نکل گئے۔ چند سال بعد جب حضورؐ بحیثیت فاتح ایک عظیم الشان جمعیت کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ تو انہوں نے اپنے اپنے کواڑ بند کرکے گھروں میں پناہ لی۔ اور اپنے اوپر دن کو رات بنا لیا۔

جس وقت مخالفین اسلام اس حقیقت پر غور کرتے ہیں۔ کہ کس طرح اسلام نے ایک قلیل عرصہ میں ایک حیرت انگیز ترقی کی۔ ایسی حیرت انگیز ترقی کہ جسکی نظیر مذاہب عالم میں کہیں نہیں ملتی۔ تو وہ انگشت بدندان ہو جاتے ہیں۔ الغرض اعلائے کلمۃ الحق میں انسان کو بڑی دقتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ اور شیطانی قوتیں اس کا سدباب کرنا چاہتی ہیں۔ مگر تائید غیبی ہمیشہ حق کے ساتھ ہوتی ہے۔

تاریخ اسلام کے دردناک واقعات

تاریخ اسلام میں بھی ہم کو ایسی صدہا نظیریں ملتی ہیں۔ کہ جن لوگوں نے امر بالمعروف کیا۔ انکے حصہ میں دار و رسن۔ قید و بند اور طوق و سلاسل کی مصیبتیں آئیں۔ یزید کی شیطانی فوج نے جو ظلم اہل بیت کے ساتھ محض امر بالمعروف اور حق گوئی کے جرم میں روا رکھے۔ انکے خیال سے ہر مسلمان خون کے آنسو روتا ہے۔ ایک سطحی نظر سے دیکھنے والا خیال کریگا۔ کہ یزید کی فوج غالب رہی۔ اسنے اہل بیت کے تمام افراد کو شہید کر ڈالا۔ اور بقیہ کو قید کر لیا۔ مگر ایک غائر نظر سے دیکھنے والا اس حقیقت کا انکار نہیں کرسکتا۔ کہ ؎ قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے ٭ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔

غرض اسلام کے اندر ہی اگر دیکھا جائے۔ کہ امر بالمعروف کرنیوالوں پر کیسے کیسے ظلم ہوئے۔ اور ان پر کسطرح کفر کے فتوے لگائے گئے۔ انکو قید کیا گیا ہے۔ انکے لئے سخت سزائیں تجویز ہوئیں۔ تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ پھر لطف یہ ہے۔ کہ جن بزرگوں کو انکے دوران حیات میں قابل سرزنش اور موجب تکفیر سمجھا گیا۔ بعد میں انہی بزرگوں کو قوم نے رو رو کر یاد کیا ہے۔

موجودہ زمانہ کا مصلح

بالکل اسیطرح اس زمانہ میں جبکہ اسلام میں عجیب عجیب عقائد باطلہ رواج پا رہے تھے۔ جبکہ مسلمانوں میں افتراق اور انشقاق عام ہو رہا تھا۔ ان کے اندر قوت عمل بالکل مفقود ہو چکی تھی۔ وہ یقین کر چکے تھے۔ کہ ہمارے اندر یہ صلاحیت ہی باقی نہیں رہی۔ کہ ہم میں سے کوئی مصلح آ سکے۔ وہ ایک عقیدۂ باطل کی بنا پر انتظار کر رہے تھے۔ کہ عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں۔ اور ہماری اصلاح کریں۔ غیرت الٰہی جوش میں آئی۔ اور اس نے اپنے وعدہ اور سنت کے مطابق امت محمدیہ سے ایک مصلح کھڑا کیا۔ اس امت محمدیہ میں سے جس کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ ہمکو خداوند کریم نے دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم سکھلا کر یہ وعدہ دیا تھا۔ کہ اگر تم اس دعا کو صدق دل سے مانگو گے۔ اور تقویٰ کے پابند رہو گے۔ تو تم کو اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب عطا کئے جائیں گے۔ اس نے اصلاح امت کیلئے اپنا ایک پاک بندہ مرزا غلام احمد بھیجا جسنے کتاب اللہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی پیشگوئیوں کے مطابق قوم سے کہا۔ کہ جس مسیح اور مہدی کے انتظار میں تم بے چین ہو۔ جس مصلح اور مجدد کے لئے تم بے قرار ہو۔ وہ میں ہی ہوں۔ یہی عاجز ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اللہ کی طرف سے تمہاری اصلاح کے واسطے مامور کیا گیا ہے۔ آؤ میں تمہاری اصلاح کردوں۔ تم میں روحانیت پیدا کردوں۔ تمہارے دلوں کو نور ایمان اور نور ہدایت سے منور کردوں۔ تم میں جو تفرقے پڑ گئے ہیں۔ انکو دور کر کے تمکو جادہ مستقیم پر چلا دوں۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ تمکو سمجھا دوں۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں اللہ تعالےٰ نے امت محمدیہ کے لئے کیا کیا وعدے کئے ہیں۔

مصلح کا حیرت انگیز کام

دیکھنے والوں نے دیکھ لیا۔ اور ہٹ دھرم سے ہٹ دھرم آدمی بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ یہ سب دعوے زبانی نہ تھے۔ بلکہ اس پاک بندہ نے اپنے عمل سے اس بات کو ثابت کر دیا۔ کہ دیکھو اس طرح ایک مامور من اللہ قوم کی اصلاح کرتا ہے۔ اسلام نرغۂ اغیار میں تھا۔ اس نے نکالا۔ اسلام پر ہر طرف سے حملہ ہو رہے تھے۔ مسلمانوں میں فقدان عمل کی وجہ سے عیسائی اور دوسری قومیں کوشش کر رہی تھیں۔ کہ ان کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اپنے

...مذہب کر دیا جائے۔ مگر اس مسیح نے اغیار کو پکار پکار کر کہدیا۔ کہ ایں خیال است و محال است و جنون۔ عیسائیوں پر یہ ثابت کر کے کہ جس کو تم خدا مان رہے ہو۔ وہ اور انسانوں کی طرح کل نفس ذائقۃ الموت کے ماتحت موت کا مزا چکھ چکا ہے۔ ان کی کمر توڑ ڈالی۔ اس نے اور اس کی جماعت نے اس مثال کو زندہ کر دیا

؎ دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں ۔ کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں ۔

مگر افسوس صد افسوس۔ فویل لھم ثم ویل لھم۔ قوم نے اس کا کیا معاوضہ دیا۔ وہی جو ہمیشہ سے ایسی ہستیوں کو ملتا آیا ہے۔ قوم نے اس کی تذلیل کی۔ علما نے اس کی تکفیر کی۔ اُس کا تمسخر اڑایا۔ اس کو مجنون۔ ساحر۔ کذاب کا خطاب دیا۔ اس پر اقدام قتل کے جھوٹے مقدمے چلا کر علماء نے گواہیاں دیں۔ غرض ہر طرح اس کے کام میں رکاوٹیں پیدا کیں۔ اور اس کو ایذائیں پہونچائیں۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔ مگر کیا یہ بدبخت کامیاب ہو گئے؟ کیا انہوں نے اعلائے کلمۃ الحق کی آواز کو بند کر دیا۔ کیا مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود کا وہ ایک بال بھی بیکا کر سکے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان لوگوں کو حضور کے مقابلہ میں سخت ہزیمت اٹھانی پڑی۔ یہ چراغ ہدایت کو اپنی پھونکوں سے نہ بجھا سکے۔ بلکہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیروؤں میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی دیکھکر اپنا منہ نوچ رہے ہیں۔ اور ان کے زرین کارناموں اور تبلیغ اسلام کی حیرت میں ڈالدینے والی اسپرٹ کو دیکھکر شرم سے پانی پانی ہوتے ہیں۔ اور اپنی بے علمی اور بے بضاعتی اور ایمان کی کمزوری کو محسوس کر رہے ہیں۔ گو ہٹ دھرمی اور تعصب سے وہ اس کا اقرار نہیں کرتے۔

حضرت مسیح موعود کی تصانیف کا اثر

برادران اسلام! جس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کا مطالعہ کرتا ہوں۔ تو میرے جسم کے اندر ایک برقی رَو دوڑ جاتی ہے۔ مجھے ایک ایک لفظ صداقت۔ ہدایت اور درد قوم سے لبریز معلوم ہوتا ہے۔ اور میں یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہوں۔ کہ حاشا و کلا ما ھذا کلام المفتری۔ پھر تعجب ہوتا ہے کہ کیوں علمائے وقت اس نور ہدایت سے مستفیض نہیں ہوتے۔ اور کیوں اس درد مند قوم کی تکفیر پر کمربستہ ہیں سوائے اس کے کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ بعض اپنی نادانی سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اکثر ایسے ہیں۔ جنکے دلوں پر عقائد باطلہ نے پردہ ڈال دیا ہے۔ اور بہت سے ایسے بھی ہیں۔ جو دل میں صداقت کے قائل ہیں۔ مگر اظہار کر کے اپنی دنیاوی عزت اور وجاہت کو جو انکے معتقدین سے انہیں حاصل ہے۔ خاک میں ملانے کو تیار نہیں۔ یہ لوگ دنیا کو دین پر ترجیح دیتے ہیں۔ بہتیرے ہٹ دھرمی کر رہے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اس صداقت کو قبول کر لیا۔ تو وہ آمدنی جو انکو اپنے مریدین سے حاصل ہے۔ سب ضایع ہو جائیگی۔ اور لومۃ لائم کی بوچھاڑ علیحدہ ہوگی

اعتراف صداقت میں مشکلات

اعتراف صداقت کی ایک بیّن دلیل یہی ہے۔ کہ یہ مخالفین حضرت مرزا صاحب کی تصانیف کے مطالعہ سے سخت منع کرتے ہیں کہتے ہیں۔ ان کی کتابیں نہ پڑھنا۔ ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ گویا وہ خود یقین رکھتے ہیں۔ کہ ہر روشن خیال اور منصف مزاج جو حضور کی تصانیف کا مطالعہ کریگا۔ وہ صداقت کے قبول کرنے پر مجبور ہو جائیگا۔ بھائیو! ایمان اور ایقان کا یہ زبردست امتحان ہے۔ کثرت سے نمازیں پڑھ لینا۔ اور روزہ پر روزہ رکھ لینا بہت آسان ہے۔ مگر نفس کے ساتھ مجاہدہ کرنا بہت دشوار۔ جبہ و عمامہ کے ساتھ منبر پر کھڑے ہو کر پرجوش تقاریر سے لوگوں کا دل لبھا لینا آسان ہے۔ مگر خدا کی راہ میں اپنی عزت اپنی وجاہت کا قربان کرنا بہت مشکل خلافت کی لایعنی تحریک اور ہجرت کیلئے بیٹھے بیٹھے فتوے صادر کر دینا اور قرآن و حدیث کی مہمل تاویلات پیش کر کے ہزاروں مسلمانوں کو خانماں برباد کر دینا آسان ہے۔ مگر تبلیغ اسلام میں اپنے نفس پر جبر کرنا نہایت دشوار۔ اپنے معتقدین اور ہمخیال لوگوں سے اپنے علم و فضل زہد و تقویٰ کی تعریف سُن سُنکر اپنے نفس کو موٹا کرنا آسان ہے مگر خدا کی راہ میں لومۃ لائم آلام و مصائب ابتلاء و آزمایش کا متحمل ہو جانا بہت دشوار۔ میں خود اپنے نفس کے متعلق کہتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت مجھ پر روشن ہونیکے بعد بھی مجھے سخت مجاہدہ بلکہ مجادلہ کرنا پڑا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے میرے نفس پر غالب کر دیا۔ اور آج میں بصد فخر اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا

...احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ انکو شفا ... اور مولوی محمد ابراہیم صاحب امرتسری بیمار ہیں۔ احباب انکی صحت اور تندرستی کیلئے دعا کریں۔ خدا اُن کو

اندر جذب کر لیا جائے۔ مگر اس مصلح نے اغیار کو پکار پکار کر کہدیا۔ کہ ایں خیال است و محال است و جنون عیسائیوں پر یہ ثابت کر کے کہ جس کو تم خدا مان رہے ہو۔ وہ اور انسانوں کی طرح کل نفس ذائقۃ الموت کے ماتحت موت کا مزا چکھ چکا ہے۔ ان کی کمر توڑ ڈالی۔ اس نے اور اس کی جماعت نے اس مثال کو زندہ کر دیا

؎ دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں ٭ کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں ٭

مگر افسوس صد افسوس۔ فویلٌ لھم ثم ویلٌ لھم۔ قوم نے اس کا کیا معاوضہ دیا۔ وہی جو ہمیشہ سے ایسی ہستیوں کو ملتا آیا ہے۔ قوم نے اس کی تذلیل کی۔ علما نے اس کی تکفیر کی۔ اُس کا تمسخر اڑایا۔ اس کو مجنون۔ ساحر۔ کذاب کا خطاب دیا۔ اس پر اقدام قتل کے جھوٹے مقدمے چلا کر علماء نے گواہیاں دیں۔ غرض ہر طرح اس کے کام میں رکاوٹیں پیدا کیں۔ اور اس کو ایذائیں پہونچائیں۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔ مگر کیا یہ بدبخت کامیاب ہو گئے؟ کیا انہوں نے اعلائے کلمۃ الحق کی آواز کو بند کر دیا۔ کیا مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود کا وہ ایک بال بھی بیکا کر سکے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان لوگوں کو حضور کے مقابلہ میں سخت ہزیمت اٹھانی پڑی۔ یہ چراغ ہدایت کو اپنی پھونکوں سے نہ بجھا سکے۔ بلکہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیروؤں میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی دیکھکر اپنا منہ نوچ رہے ہیں۔ اور ان کے زرین کارناموں اور تبلیغ اسلام کی حیرت میں ڈالدینے والی اسپرٹ کو دیکھکر شرم سے پانی پانی ہوتے ہیں۔ اور اپنی بے علمی اور بے بضاعتی اور ایمان کی کمزوری کو محسوس کر رہے ہیں۔ گو ہٹ دھرمی اور تعصب سے وہ اس کا اقرار نہیں کرتے۔

حضرت مسیح موعود کی تصانیف کا اثر

برادران اسلام! جس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کا مطالعہ کرتا ہوں۔ تو میرے جسم کے اندر ایک برقی رَو دوڑ جاتی ہے۔ مجھے ایک ایک لفظ صداقت۔ ہدایت اور درد قوم سے لبریز معلوم ہوتا ہے۔ اور میں یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہوں۔ کہ حاشا و کلا ما ھذا کلام المفتری۔ پھر تعجب ہوتا ہے کہ کیوں علمائے وقت اس نور ہدایت سے مستفیض نہیں ہوتے۔ اور کیوں اس درد مند قوم کی تکفیر پر کمربستہ ہیں سوائے اس کے کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ بعض اپنی نادانی سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اکثر ایسے ہیں۔ جنکے دلوں پر عقائد باطلہ نے پردہ ڈال دیا ہے۔ اور بہت سے ایسے بھی ہیں۔ جو دل میں صداقت کے قائل ہیں۔ مگر اظہار کر کے اپنی دنیاوی عزت اور وجاہت کو جو انکے معتقدین سے انہیں حاصل ہے۔ خاک میں ملانے کو تیار نہیں۔ یہ لوگ دنیا کو دین پر ترجیح دیتے ہیں۔ بہتیرے ہٹ دھرمی کر رہے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اس صداقت کو قبول کر لیا۔ تو وہ آمدنی جو انکو اپنے مریدین سے حاصل ہے۔ سب ضایع ہو جائیگی۔ اور لومۃ لائم کی بوچھاڑ علیحدہ ہوگی

اعترافِ صداقت میں مشکلات

اعترافِ صداقت کی ایک بیّن دلیل یہی ہے۔ کہ یہ مخالفین حضرت مرزا صاحب کی تصانیف کے مطالعہ سے سخت منع کرتے ہیں کہتے ہیں۔ ان کی کتابیں نہ پڑھنا۔ ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ گویا وہ خود یقین رکھتے ہیں۔ کہ ہر روشن خیال اور منصف مزاج جو حضور کی تصانیف کا مطالعہ کریگا وہ صداقت کے قبول کرنے پر مجبور ہو جائیگا ٭ بھائیو! ایمان اور ایقان کا یہ زبردست امتحان ہے۔ کثرت سے نمازیں پڑھ لینا۔ اور روزہ پر روزہ رکھ لینا بہت آسان ہے۔ مگر نفس کے ساتھ مجاہدہ کرنا بہت دشوار۔ عمامہ و قبا کے ساتھ منبر پر کھڑے ہو کر پُرجوش تقاریر سے لوگوں کا دل لبھا لینا آسان ہے۔ مگر خدا کی راہ میں اپنی عزت اپنی وجاہت کا قربان کرنا بہت مشکل خلافت کی لایعنی تحریک اور ہجرت کیلئے بیٹھے بیٹھے فتوے صادر کر دینا اور قرآن و حدیث کی مہمل تاویلات پیش کر کے ہزاروں مسلمانوں کو خانماں برباد کر دینا آسان ہے۔ مگر تبلیغ اسلام میں اپنے نفس پر جبر کرنا نہایت دشوار۔ اپنے معتقدین اور ہمخیال لوگوں سے اپنے علم و فضل زہد و تقوی کی تعریف سُن سُنکر اپنے نفس کو موٹا کرنا آسان ہے مگر خدا کی راہ میں لومۃ لائم آلام و مصائب ابتلاء و آزمایش کا متحمل ہو جانا بہت دشوار۔ میں خود اپنے نفس کے متعلق کہتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت مجھ پر روشن ہونیکے بعد بھی مجھے سخت مجاہدہ بلکہ مجادلہ کرنا پڑا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے میرے نفس پر غالب کر دیا۔ اور آج میں بصد فخر اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا قائل ہوں

احمدی ... اور دوسری محمد ابراہیم صاحب امرتسری بیمار ہیں۔ احباب انکی صحت اور تندرستی کیلئے دعا کریں۔ خدا ان کو

عراق ریلوے

نجف۔ کربلا۔ بغداد۔ کاظمین اور سمارا کے مقدس مقامات کی زیارت کا محفوظ ترین۔ اور سب سے زیادہ آرام دہ راستہ عراق ریلوے کا ہے۔ اسی طرح حج کے سفر کا آسان راستہ بھی یہی ہے۔ کہ پہلے عراق جایا جائے۔ اور وہاں سے سیدھا براستہ دمشق اور یروشلم۔ مکہ اور مدینہ اور اس طرح دو علیحدہ علیحدہ زیارتوں کے اخراجات بچ سکتے ہیں۔

زائرین کے لئے خاص تخفیف شدہ کرائے

بصرہ سے کربلا اور وہاں سے کاظمین (بغداد) اور واپس بصرہ سیکنڈ کلاس ۴۷ روپے ۸ آنے تھرڈ کلاس ۲۰ روپے

بصرہ سے کربلا اور وہاں سے کاظمین (بغداد) سمارا اور واپس بصرہ سیکنڈ کلاس ۶۷ روپے اور تھرڈ کلاس ۳۲ روپے

ٹکٹ ۵۰ یوم تک قابل استعمال ہوتے ہیں۔ اور پچاس کلوز وزن فری لے جایا جا سکتا ہے۔

۱۲ سال سے کم عمر کے بچوں کا کرایہ نصف ہوتا ہے۔ یکطرفہ سفر کے ٹکٹ بھی بصرہ سے کربلا اور بغداد یا عراق کے کسی اور مقام کے مل سکتے ہیں۔

بصرہ سے سپیشل تھرڈ گاڑیاں۔ کربلا اور کاظمین کے لئے بصرہ سے گاڑیاں لگائی جاتی ہیں۔ کربلا کے سفر میں ۱۹ گھنٹے اور بغداد (کاظمین) کے سفر میں بیس گھنٹے خرچ ہوتے ہیں گاڑیاں ان تمام سٹیشنوں کے درمیان روزانہ چلتی ہیں ٹکٹ اور تفصیلی معلومات حسب ذیل پتوں سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

(۱) مولوی محمد باقر حاجی دیوجی جمال کا مسافر خانہ جیل روڈ عمر کھادی۔ بمبئی ؛

(۲) مسٹر اے۔ ای۔ لوٹیا۔ کولی دادا۔ پوسٹ نمبر ۳۔ بمبئی

(۳) مسٹر داؤد حاجی ناصر آنریری جائنٹ سکرٹری۔ فیض پنجتانی پالاگلی۔ بمبئی۔

(۴) مسٹر حبیب حاجی رحمت اللہ۔ کارادور۔ کراچی

(۵) مسٹر عبدالغنی K اور S عیسیٰ جی۔ معرفت میسرز یوسف علی بھائی کریم جی اینڈ کو نیپیر روڈ۔ کراچی۔

(۶) دی آنریری سیکرٹری۔ فیض پنجتنی۔ معرفت حاجی جیٹھا بھائی گوکل۔ کوڈی گارڈن۔ کراچی ؛

دیار

دی ایجنٹ گورنمنٹ ریلویز عراق امرچند بلڈنگ
ہیسلرڈ سٹیٹ بمبئی

آم اور لیچیوں کی شاداب اور سندی قلمیں

شائقین باغات توجہ فرمائیں

قلم انبہ سفیدا۔ لنگڑا۔ کیمی۔ بمبئی سبز۔ زعفرانی۔ مہراج پسند۔ کافوری درما۔ گمبر پسند وغیرہ۔ قلم گلابی لیچیاں۔ اصلی اور سندی مشہور مظفرپوری۔ مضبوط اور جھاڑ دار۔ فیدرجن یکسالہ (عہ) دوسالہ (عہ) سال (عہ) اخراجات بذمہ خریدار قیمت پیشگی آنی چاہئے۔ مکمل فہرست قلم۔ ہر اقسام و دیگر پودجات ارکاٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیں ؛

سپرنٹنڈنٹ نواب گارڈن نمبر ۴۔ دربھنگہ (بہار)

قادیان کا قدیمی مشہور عالم (نور) رجسٹرڈ

سرمہ نور

قیمت چھوٹے ایک روپے — قیمت بڑے فی تولہ دو روپے
نور رجسٹرڈ نور

حضرت خلیفہ اول کا نسخہ ہے اور واقعی اسم بامسمّٰی ہے
متواتر تیس سال سے صداقت کی شہرت حاصل کر رہا ہے

دھند۔ غبار۔ ضعف۔ ناخنہ۔ گوہانجنی۔ جالا۔ پھولا۔ سرخی نئی پرانی ککرے۔ جلن۔ پانی بہنا۔ رتوندہ۔ پپوٹوں کی سرخی اور بھاری پن وغیرہ

غرض کل امراض چشم کا واحد علاج ہے
قادیان کے بزرگوں کی شہادتوں کے علاوہ اطبا اور ڈاکٹر بھی سرمہ نور ہی کے گرویدہ ہیں

ڈاکٹر مظہر حسین صاحب انبالوی پروپرائیٹر سید میڈیکل ہال تحریر فرماتے ہیں آپکا سرمہ نور بہت مریضوں پر استعمال کرایا واقع مفید ثابت ہوا ہے ناخونہ تک اس کے استعمال سے اڑ گئے ہیں اور دیگر امراض چشم کیلئے از حد مفید ہے مہربانی کر کے رعائتی قیمت پر پانچ تولہ سرمہ نور ارسال کر دیں

ملنے کا پتہ: شفاخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب

الفضل میں اشتہار دیں

چونکہ الفضل میں اشتہارات حتی الامکان دری شایع کئے جاتے ہیں جو درست خیال کئے جاتے ہیں۔ اس لئے الفضل کے اشتہارات کو خاص وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ کاروباری اصحاب اپنے کام کو فروغ دینے کے لئے ضرور اشتہار شایع کرائیں ؛

وصیّت

نمبر ۳۲۵۵ میں پیر بشیر احمد ولد پیر فتح شاہ قریشی۔ پیشہ زمینداری۔ ساکن گوبیکے ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد بغرض صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضی واقعہ رقبہ گوبیکے قسم چاہی و بارانی ملکیت ۱۳ کنال ہے۔ جس کی قیمت تخمیناً مبلغ سات ہزار روپیہ ہے۔ ... شد ؛

العبد: پیر بشیر احمد قریشی بقلم خود ؛
گواہ شد: پیر محمد عبداللہ بقلم خود ؛
گواہ شد: خاکسار غلام غوث بقلم خود ؛

ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبریں

—— پشاور ۳۱ر اگست۔ کل رات کسی نامعلوم گروہ نے فوجی لکڑی کے گودام پر فائر کئے جن سے ایک گورہ جو پہرے پر تھا۔ ہلاک ہوگیا:۔

—— ۳۰ر اگست ۱۲ بجے سے پونے سات بجے شام تک سر تیج بہادر سپرو اور مسٹر جیکر نے پنڈت موتی لال اور جواہر لال نہرو سے صلح کے متعلق نینی جیل میں ملاقات کی۔ ۳۱ر اگست بعد دوپہر پھر انہوں نے نہروؤں سے ملاقات کی۔ پنڈتوں نے گاندھی جی کے نام ایک مکتوب دیا ہے۔ جسے وہ پونا لے جا رہے ہیں:۔

—— امرتسر ۲۹ر اگست۔ آج صبح لاہوری دروازہ کے قریب ایک دھرم سالہ میں ایک اور بم پھٹا۔ ایک ہندو لڑکا زخمی ہوگیا:۔

—— میمن سنگھ ۳۱ر اگست۔ کل شام کے بعد مسٹر بپن اکمار بوس انسپکٹر خفیہ پولیس اور مسٹر دکشیش چندر گوہا انسپکٹر محکمہ آبکاری کے مکانات پر نصف گھنٹے کے وقفہ سے بم پھینکے گئے۔ مسٹر بوس کے دو بھائی خفیف مجروح ہوئے وہ خود مکان پر موجود نہ تھے۔ مسٹر گوہا کے ہاں کسی کو چوٹ نہیں آئی:۔

—— ڈاکٹر انصاری۔ سردار منگل سنگھ اور لالہ دُونی چند کو گجرات جیل میں تبدیل کر دیا گیا ہے:۔

—— کلکتہ ۳۱ر اگست۔ مسٹر لومین انسپکٹر جنرل پولیس بنگال جنہیں گذشتہ جمعہ کو مٹفرڈ ہاسپٹل ڈھاکہ سے نکلتے ہوئے گولی کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ آج صبح سوا نو بجے انتقال کر گئے۔ مسٹر ہاڈسن کی حالت بہتر ہو رہی ہے:۔

—— نئی دہلی ۳۰ر اگست اسمبلی کے تین امیدواروں میں سے کانگریس کے نامزد بھگت چاندی مل کمہار نے ایک ہزار ایک سو۔ رائے صاحب نانک چند نے ساڑھے چار سو (۴۵۰) اور کانگریس کے نامزد مسٹر اسمٰعیل جھگڑے والے نے نو (۹) ووٹ حاصل کیں۔ بھگت چاندی مل کے منتخب ہونے کا اعلان کر دیا گیا لیکن مسٹر اسمٰعیل کا زرِ ضمانت ضبط کر لیا گیا۔ دہلی کا یہ حلقہ مخلوط ہے۔ جہاں سے ہندو ہی منتخب ہوتا رہا ہے۔ اب کے بھی ہندوؤں نے ایک ہندو کمہار کو منتخب کرا دیا۔ اور مسلمان امیدوار کی زرِ ضمانت ضبط ہوگئی:۔

—— شملہ ۲۹ر اگست۔ گزٹ آف انڈیا میں حکومت برطانیہ کے اس حکم کا متن شایع ہوا ہے۔ جس کی رو سے عدن کی حکومت وہاں کے برطانی ریذیڈنٹ کے تفویض کر دی گئی ہے اس حکم کے اجراء سے قبل عدن کی فوجی حکومت ہندوستان کے گورنر جنرل باجلاس کونسل کے ماتحت تھی۔ لیکن اب تمام اختیارات عدن کے کمانڈر انچیف اور ریذیڈنٹ کو دے دیئے گئے ہیں:۔

—— احمد آباد ۳۱ر اگست۔ کل شام بوردی مل کے نزدیک فساد برپا ہوگیا۔ لاٹھیاں بے باکانہ استعمال کی گئیں۔ معلوم ہوا۔ ایک قصاب کا لڑکا گوشت بیچنے کے لئے اچھوتوں کے محلہ میں گیا۔ وہاں کسی بات پر تنازعہ ہوگیا۔ اور لڑکے کو زدوکوب کیا گیا۔ دو مسلمان کارکن پاس سے گذر رہے تھے انہوں نے لڑکے کو چھڑانے کی کوشش کی۔ لیکن ان کو بھی زدوکوب کیا گیا۔ اور وہ شدید مجروح ہوگئے۔ بہت سے کارکن موقع پر جمع ہوگئے۔ اور کھلی جنگ شروع ہوگئی۔ پولیس نے آکر چند اشخاص کو گرفتار کیا۔ دونوں مجروح مسلمانوں کو ہسپتال میں پہونچایا گیا ہے۔ یہ گاندھی جی کے شہر میں ہندو مسلمانوں کے اتحاد کا حال ہے:۔

—— کلکتہ ۲۹ر اگست۔ حکومت بنگال نے ایک ہندی کتاب "اودیدہ جرتن پرادنچار" جو گاندھی جی کی تصنیف ہے ضبط کر لی ہے:۔

—— کلکتہ ۲۹ر اگست۔ دو روز قبل مسٹر اے کے غزنوی ممبر ایگزیکٹو کونسل کے مکان میں چوری ہوگئی۔ اور دو ہزار روپیہ کی قیمت کے نقرئی برتن چرائے گئے۔

—— رگبی ۳۰ر اگست۔ دفتر خارجہ میں وزیر خارجہ مسٹر ہینڈرسن سے شیخ حافظ وہبہ حجاز کے پہلے سفیر نے ملاقات کی

—— رگبی ۳۰ر اگست۔ گذشتہ شب لندن میں گرمی کی رَو اپنی انتہائی شدت پر پہونچ گئی۔ جب کہ بجلی کی کڑک اور چمک کا سخت طوفان آگیا۔ کل انگلستان اور سکاٹ لینڈ کے دوسرے حصوں میں بھی ایسے طوفان آئے:۔

—— بغداد ۳۰ر اگست۔ عراق کے اقتصادی حالات کے متعلق ہلٹن ینگ رپورٹ میں حکومت سے سفارش کی گئی ہے۔ کہ ترقی کی حکمت عملی پر کاربند ہو کر ملک کی قدرتی دولت سے تمتع حاصل کرنے کیلئے اُسے تقویت دی جائے۔ نیز حکومت قرضہ لیکر ملک کی بہتری کے لئے تجاویز پر عمل کرے۔ ۱۰ لاکھ پونڈ خرچ کئے جائیں بغداد میں دریائے دجلہ پر ایک پُل تعمیر کرنے میں سات لاکھ پونڈ صرف ہوں۔ اور تین لاکھ پونڈ طغیانیوں کے انسداد کے متعلق صرف کئے جائیں۔

—— افغان کونسل جنرل ہندوستان نے اعلان کیا ہے۔ حکومت افغانستان بین الاقوامی قواعد اور ہمسایہ حکومتوں کے ساتھ باہمی معاہدوں کے پیش نظر اب بھی کامل غیر جانبداری پر قائم ہے

—— دیناج پور (بنگال) ۳۰ر اگست۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری گرفتار کر لیا گیا ہے۔ انہوں نے کانگریس کی ملازمت میں مسلمانانِ پنجاب سے ناامید ہو کر بنگال کے مسلمانوں کو کانگریس کے جال میں پھنسانے کا کام شروع کر رکھا تھا:۔

—— ۳۰ر اگست کو لاہور پولیس نے شیش محل روڈ کے ایک کنوئیں سے تین بم اور کارتوس برآمد کئے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ایک سکھ کو اسی سلسلہ میں گرفتار کیا گیا ہے:۔

—— لندن کا بلڈنگ ایکٹ یکم اکتوبر سے نافذ العمل ہوگا۔ اس قانون کے ماتحت لندن کی عمارتوں کی بلندی کو ۸۰ فٹ تک محدود کر دیا گیا ہے۔

—— سرینگر ۳۱ر اگست۔ مہاراجہ جموں و کشمیر نے ایک اعلان شایع کیا ہے جس میں اچھوتوں کو تمام پبلک کوئیں اور تالاب اور ان کے استعمال کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ نیز اس امر پر زور دیا ہے کہ انہیں پرائیویٹ کنوؤں پر بھی چڑھنے کی اجازت دی جائے۔ مہاراجہ نے سرکاری ملازمت کے متعلق اچھوتوں پر عائد شدہ پابندیاں دور کر دی ہیں۔ اور امید ظاہر کی ہے۔ کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے:۔

—— لاہور ۳۱ر اگست۔ پنجاب گزٹ کی تازہ اشاعت میں گورنمنٹ کی طرف سے اعلان شایع کیا گیا ہے۔ کہ کانگریس ورکنگ کمیٹی پنجاب بھی خلاف قانون قرار دیجاتی ہے کیونکہ یہ جماعت امن و قانون میں مداخلت کرتی ہے:۔

—— بنوں سے ایک نامہ نگار کی اطلاع مظہر ہے کہ ۲۳ر اگست بنوں سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ایک جلسہ ہونے والا تھا۔ اس پر پولیس اور فوج کی ایک کمپنی بھیجی گئی۔ سنا گیا ہے۔ جلسہ کرنیوالے دیہاتیوں کے گھروں کو آگ لگا دی گئی۔ اور جلسہ کو جبراً منتشر کرنا چاہا۔ لیکن لوگوں نے کہا۔ ہم وعظ سُن رہے ہیں۔ تم بھی سنو۔ دوران وعظ میں ایک نوجوان نے انقلاب کا نعرہ لگایا۔ اس پر فوجی سپاہیوں کے انچارج نے اسے ہنٹروں سے مارنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے اس افسر پر حملہ کر کے اسے مار دیا۔ اور گولی چلنی شروع ہوگئی۔ آٹھ سپاہی اور ایک انگریز قتل ہوا۔ کچھ زخمی ہوئے۔ سرحدی ۲۵ مر گئے۔ زخمیوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔ ساٹھ کے قریب گرفتار کئے گئے۔ شہر کے دروازے جو کل ہی کھلے تھے۔ بند ہو گئے:۔

—— ۲ر ستمبر مصطفیٰ حسین صاحب انصاری سکرٹری مجلس تنظیم کی طرف سے حسب ذیل تار موصول ہوا ہے:۔ ڈیرہ دون اور اردگرد کے دیہات کے مسلمانوں کے عام جلسے جن میں ہر فرقے کے مسلمان شریک ہوئے۔ گذشتہ دو روز منعقد ہوئے۔ مولانا شوکت علی۔ مولانا عبدالماجد حاجی محمد حسین بیرسٹر اور مولانا عبدالمجید نے لیکچر دیئے جن میں مسلمانوں کو کانگریس ایجی ٹیشن سے علیحدہ رہنے کی تلقین کی گئی۔ اور بتایا گیا کہ یہ

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا)

ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبریں

——— پشاور۔ ۳۱ اگست۔ کل رات کسی نامعلوم گروہ نے فوجی لکڑی کے گودام پر فائر کئے جن سے ایک گورہ جو پہرے پر تھا۔ ہلاک ہوگیا

——— ۳۰ اگست ۳ ۱/۲ بجے سے پونے سات بجے شام تک سر تیج بہادر سپرو اور مسٹر جیکر نے پنڈت موتی لال اور جواہر لال نہرو سے صلح کے متعلق ینی جیل میں ملاقات کی۔ ۳۱ اگست بعد دوپہر پھر انہوں نے نہرووں سے ملاقات کی۔ پنڈتوں نے گاندھی جی کے نام ایک مکتوب دیا ہے۔ جسے وہ پونا لے جا رہے ہیں

——— امرتسر۔ ۲۹ اگست۔ آج صبح لاہوری دروازہ کے قریب ایک دھرم سالہ میں ایک اور بم پھٹا۔ ایک ہندو لڑکا زخمی ہوگیا

——— میمن سنگھ۔ ۳۱ اگست۔ کل شام کے بعد مسٹر بپن اکمار بوس انسپکٹر خفیہ پولیس اور مسٹر دکھشنش چندر گوہا انسپکٹر محکمہ آبکاری کے مکانات پر نصف گھنٹے کے وقفے سے بم پھینکے گئے۔ مسٹر بوس کے دو بھائی خفیف مجروح ہوئے وہ خود مکان پر موجود نہ تھے۔ مسٹر گوہا کے ہاں کسی کو چوٹ نہیں آئی

——— ڈاکٹر انصاری، سردار منگل سنگھ اور لالہ دونی چند کو گجرات جیل میں تبدیل کر دیا گیا ہے

——— کلکتہ۔ ۳۱ اگست۔ مسٹر لومین انسپکٹر جنرل پولیس بنگال جنہیں گذشتہ جمعہ کو مٹفرڈ ہاسپٹل ڈھاکہ سے نکلتے ہوئے گولی کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ آج صبح سوا نو بجے انتقال کر گئے۔ مسٹر ہاڈسن کی حالت بہتر ہو رہی ہے

——— نئی دہلی ۳۰ اگست اسمبلی کے تین امیدواروں میں سے کانگریس کے نامزد بھگت چاندی مل کمہار نے ایک ہزار ایک سو۔ رائے صاحب نانک چند نے ساڑھے چار سو (۴۵۰) اور کانگریس کے نامزد مسٹر اسمٰعیل جھگڑے والے نے نو ووٹ حاصل کیں۔ بھگت چاندی مل کے منتخب ہونے کا اعلان کر دیا گیا لیکن مسٹر اسمٰعیل کا زرِ ضمانت ضبط کر لیا گیا۔ دہلی کا یہ حلقہ مخلوط ہے۔ جہاں سے ہندو ہی منتخب ہوتا رہا ہے۔ اب کے بھی ہندوؤں نے ایک ہندو کمہار کو منتخب کرا دیا۔ اور مسلمان امیدوار کی زرِ ضمانت ضبط ہو گئی

——— شملہ۔ ۲۹ اگست۔ گزٹ آف انڈیا میں حکومت برطانیہ کے اس حکم کا متن شایع ہوا ہے جس کی رو سے عدن کی حکومت وہاں کے برطانی ریذیڈنٹ کے تفویض کر دی گئی ہے اس حکم کے اجراء سے قبل عدن کی فوجی حکومت ہندوستان کے گورنر جنرل با جلاس کونسل کے ماتحت تھی۔ لیکن اب تمام اختیارات عدن کے کمانڈر انچیف اور ریذیڈنٹ کو دے دیئے گئے ہیں

——— احمد آباد۔ ۳۱ اگست۔ کل شام پوردی مل کے نزدیک فساد برپا ہو گیا۔ لاٹھیاں بے باکانہ استعمال کی گئیں۔ معلوم ہوا۔ ایک قصاب کا لڑکا گوشت بیچنے کے لئے اچھوتوں کے محلہ میں گیا۔ وہاں کسی بات پر تنازعہ ہو گیا۔ اور لڑکے کو زدوکوب کیا گیا۔ دو مسلمان کارکن پاس سے گذر رہے تھے۔ انہوں نے لڑکے کو چھڑانے کی کوشش کی۔ لیکن ان کو بھی زدوکوب کیا گیا۔ اور وہ شدید مجروح ہو گئے۔ بہت سے کارکن موقع پر جمع ہو گئے۔ اور کھلی جنگ شروع ہو گئی۔ پولیس نے آکر چند اشخاص کو گرفتار کیا۔ دونوں مجروح مسلمانوں کو ہسپتال میں پہونچایا گیا ہے۔ یہ گاندھی جی کے شہر میں ہندو مسلمانوں کے اتحاد کا حال ہے

——— کلکتہ۔ ۲۹ اگست۔ حکومت بنگال نے ایک ہندی کتاب "ویدھ جرتن پراونچار" جو گاندھی جی کی تصنیف ہے ضبط کر لی ہے

——— کلکتہ۔ ۲۹ اگست۔ دو روز قبل سر اے اے غزنوی ممبر ایگزیکٹو کونسل کے مکان میں چوری ہو گئی۔ اور دو ہزار روپے کی قیمت کے نقرئی برتن چرا لئے گئے۔

——— رگبی۔ ۳۰ اگست۔ دفتر خارجہ میں وزیر خارجہ مسٹر ہینڈرسن سے شیخ حافظ وہبہ حجاز کے پہلے سفیر نے ملاقات کی

——— رگبی۔ ۳۰ اگست۔ گذشتہ شب لندن میں گرمی کی رو اپنی انتہائی شدت پر پہونچ گئی۔ جب کہ بجلی کی کڑک اور چمک کا سخت طوفان آ گیا۔ کل انگلستان اور سکاٹ لینڈ کے دوسرے حصوں میں بھی ایسے طوفان آئے

——— بغداد۔ ۳۰ اگست۔ عراق کے اقتصادی حالات کے متعلق ہلٹن ینگ رپورٹ میں حکومت سے سفارش کی گئی ہے۔ کہ ترقی کی حکمت عملی پر کاربند ہو کر ملک کی قدرتی دولت سے نتیج حاصل کرنے کیلئے توجہ دی جائے۔ نیز حکومت قرضہ لیکر ملک کی بہتری کے لئے تجاویز پر عمل کرے۔ ۱۰ لاکھ پونڈ خرچ کئے جائیں بغداد میں دریائے دجلہ پر ایک پل تعمیر کرنے میں سات لاکھ پونڈ صرف ہوں۔ اور تین لاکھ پونڈ طغیانیوں کے انسداد کے متعلق صرف کئے جائیں۔

——— افغان کونسل جنرل ہندوستان نے اعلان کیا ہے۔ حکومت افغانستان بین الاقوامی قواعد اور ہمسایہ حکومتوں کے ساتھ باہمی معاہدوں کے پیش نظر اب بھی کامل غیر جانبداری پر قائم ہے

——— دیناج پور (بنگال) ۳۰ اگست۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری گرفتار کر لیا گیا ہے۔ انہوں نے کانگریس کی ملازمت میں مسلمانان پنجاب سے ناامید ہو کر بنگال کے مسلمانوں کو کانگریس کے جال میں پھنسانے کا کام شروع کر رکھا تھا

——— ۳۰ اگست کو لاہور پولیس نے شیش محل روڈ کے ایک کنوئیں سے تین بم اور کارتوس برآمد کئے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ایک سکھ کو اسی سلسلہ میں گرفتار کیا گیا ہے

——— لندن کا بلڈنگ ایکٹ یکم اکتوبر سے نافذ العمل ہوگا۔ اس قانون کے ماتحت لندن کی عمارتوں کی بلندی کو ۸۰ فٹ تک محدود کر دیا گیا ہے۔

——— سرینگر ۳۱ اگست۔ مہاراجہ جموں و کشمیر نے ایک اعلان شایع کیا ہے جس میں اچھوتوں کو تمام پبلک کوئیں اور تالاب اور ان کے استعمال کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ نیز اس امر پر زور دیا ہے کہ انہیں پرائیویٹ کنوؤں پر بھی چڑھنے کی اجازت دی جائے۔ مہاراجہ نے سرکاری ملازمت کے متعلق اچھوتوں پر عائد شدہ پابندیاں دور کر دی ہیں۔ اور امید ظاہر کی ہے۔ کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے

——— لاہور۔ ۳۱ اگست۔ پنجاب گزٹ کی تازہ اشاعت میں گورنمنٹ کی طرف سے اعلان شایع کیا گیا ہے۔ کہ کانگریس ورکنگ کمیٹی پنجاب بھی خلاف قانون قرار دیجاتی ہے کیونکہ یہ جماعت امن و قانون میں مداخلت کرتی ہے

——— بنوں سے ایک نامہ نگار کی اطلاع مظہر ہے کہ ۲۹ اگست بنوں سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ایک جلسہ ہونے والا تھا۔ اس پر پولیس اور فوج کی ایک کمپنی بھیجی گئی۔ سنا گیا ہے۔ جلسہ کرنیوالے دیہاتیوں کے گھروں کو آگ لگا دی گئی۔ اور جلسہ کو جبراً منتشر کرنا چاہا۔ لیکن لوگوں نے کہا۔ ہم وعظ سن رہے ہیں۔ تم بھی سنو۔ دوران وعظ میں ایک نوجوان نے انقلاب کا نعرہ لگایا۔ اس پر فوجی سپاہیوں کے انچارج نے اسے ہنٹروں سے مارنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے اس افسر پر حملہ کر کے اسے مار دیا۔ اور گولی چلنی شروع ہو گئی۔ آٹھ سپاہی اور ایک انگریز قتل ہوا۔ کچھ زخمی ہوئے۔ سرحدی ۲۵ مر گئے۔ زخمیوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔ ساٹھ کے قریب گرفتار کئے گئے۔ شہر کے دروازے جو کل ہی کھلے تھے۔ بند ہو گئے

——— ۲ ستمبر مصطفیٰ حسین صاحب انصاری سکرٹری مجلس تنظیم کی طرف سے حسب ذیل تار موصول ہوا ہے:۔ ڈیرہ دون اور اردگرد کے دیہات کے مسلمانوں کے عام جلسے جن میں ہر فرقہ کے مسلمان شریک ہوئے۔ گذشتہ دو روز منعقد ہوئے۔ مولانا شوکت علی، مولانا عبدالماجد حاجی محمد حسین بیرسٹر اور مولانا عبدالمجید نے لیکچر دیئے جن میں مسلمانوں کو کانگریس ایجی ٹیشن سے علیحدہ رہنے کی تلقین کی گئی۔ اور بتایا گیا کہ یہ ...

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا)